جلد ۱۹
اکوڑہ خٹک
الحق
ثاۃ سلامیہ کا علمبردار علمی و دینی ماہنا
سرپرست
شیخ الحدیث حضرۃ مولانا عبدالحق مدظلہ
۱۹/۱
مدیر
سمیع الحق
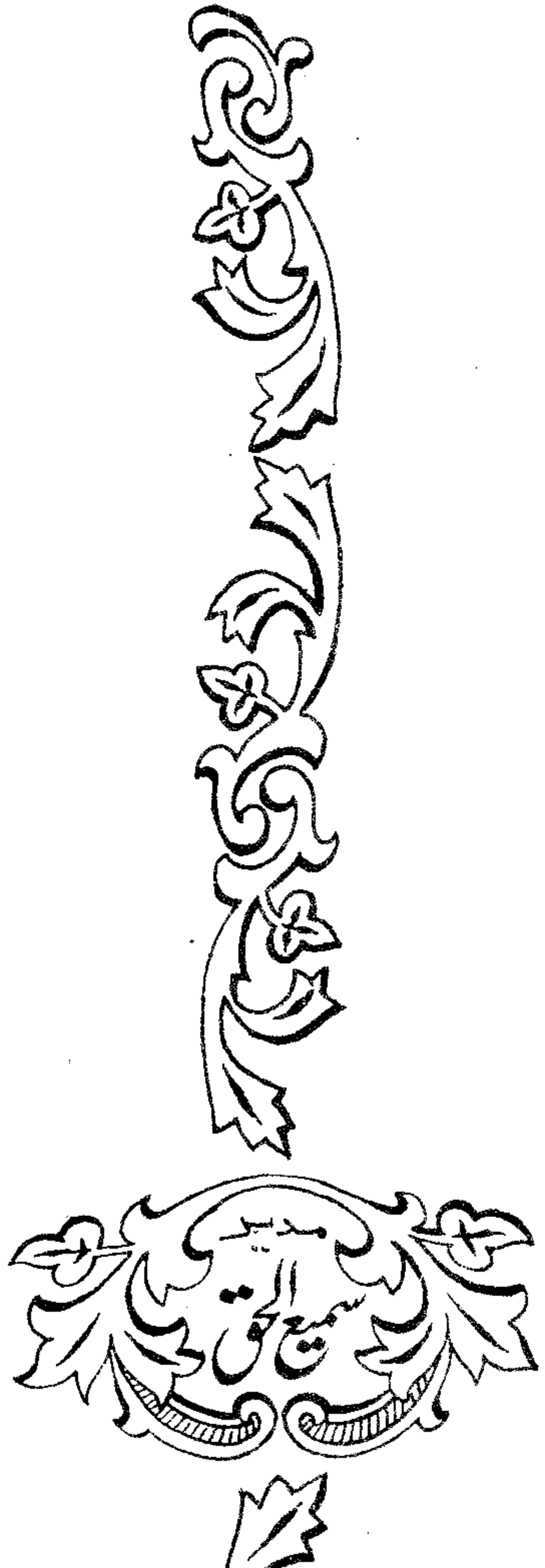
وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰیؕ
وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰیؕ
(سورۂ والضحیٰ)
بے شک آنے والا وقت تمہارے لئے بہتر ہے اس وقت سے جو گزر چکا
اور بے شک تمہارا رب ایسی نعمتوں سے تم کو نوازے گا جو تم کو خوش کردیگی۔
یہ الفاظ مبارکہ جو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب
فرمائے، تمام سچے مسلمانوں کیلئے طمانیت کا پہلو رکھتے ہیں۔
آیئے ہم اللہ تعالےٰ کے حضور میں سر جھکا کر ان رحمتوں کا شکر
بجالائیں جو امتِ مسلمہ پر اب سے پہلے ہوتی رہیں اور عہد کریں کہ
آئندہ اور زیادہ عنایات کا مستحق بننے کی کوشش کرینگے۔
ایک فریضہ جو ہم پر عائد ہوتا ہے، نظام اسلام کی تعمیر ہے۔
جو بفضلہٖ تعالیٰ پاکستان میں تشکل پذیر ہو رہا ہے۔
نیشنل بینک اس مبارک مہم میں حسبِ توفیق شریک رہے گا۔
نیشنل بینک آف پاکستان
قومی ترقی قومی بینک
United
PID-I- 14/80

اے۔بی۔سی (آڈٹ بیورو آف سرکولیشن) کی مصدقہ اشاعت

فون نمبر دارالعلوم ـ ۴ | لہٗ دعوۃ الحق | فون نمبر رہائش ـ ۲

قرآن وسنت کی تعلیمات کا علمبردار

جلد نمبر : ۱۹ | | محرم الحرام ۱۴۰۴ھ
شمارہ نمبر : ۱ | ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک | اکتوبر ۱۹۸۳ء

مدیر : سمیع الحق

# اس شمارے میں



**بدل اشتراک**
پاکستان میں سالانہ ۔/۳۵ روپے۔ فی پرچہ ۳/۵۰ روپے
بیرون ملک سے سالانہ عام ڈاک سے ۳ پونڈ۔ ہوائی ڈاک سے ۵ پونڈ

سمیع الحق استاد دارالعلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# نقشِ آغاز

## انیسویں جلد کا آغاز

اسلامی تقویم سنہ ہجری کے سال نو محرم الحرام ۱۴۰۴ھ کے آغاز کے ساتھ ہی الحق اپنی زندگی کی انیسویں منزل کے لئے جادہ پیما ہو رہا ہے۔ الحمدللہ کہ الحق کو جادۂ حق پر گامزن ہوئے اٹھارہ سال بیت گئے۔ اسلامی تقویم کا ہر سال نو ہجرت سے شروع ہوتا ہے اور یہ انیسویں جلد جس مجلہ کی ہے اس کا نام الحق ہے۔ گویا ہجرت اور الحق دونوں ایسی یک جان دو قالب سچائیوں کے نام ہیں کہ جس پر کائنات کی ساری عمارت قائم ہے۔ اگر ایک روح ہے تو دوسرا جسم، ایک منزل ہے تو دوسرا وسیلہ، ایک لیلائے مقصود ہے تو دوسرا اس کے وصال کا واحد ذریعہ کہ الحق کا وجود اور اسکی سربلندی کے لئے ہجرت و شہادت کی ساری پرصعوبت منزلیں طے کرنا ہوں گی اور ھوی و ہوس، خواہش و طمع غرض تعلقِ غیراللہ کا ہر بت پاش پاش کرنا ہوگا ؎

ترکِ مال و ترکِ جان و ترکِ سر
در طریقِ عشق اول منزل ست

آغازِ سفر میں یہ تصوّر بھی نہیں تھا کہ اس دشتِ پرخطر کی بادیہ پیمائی کی سعادت اتنے عرصہ تک نصیب ہو گی کہ نہ ہمت تھی نہ وسائل نہ اہلیّت تھی نہ سازگار حالات مگر کن

الفاظ سے اس رب رحیم وکریم کا شکریہ ادا کیجئے جس نے محض اور محض اپنے لطف وکرم سے ہر طرح کے حالات میں اپنی دستگیری سے نوازا اور تند وتیز طوفانوں میں بھی الحق کی اس شمع کو فروزاں رکھا اور جس نے ہماری کمزوریوں کے باوجود اس نام کی لاج رکھنے کی توفیق دی کہ ہماری بساط بھر یہی کوشش رہی کہ الحق ماحول کی ظلمتوں میں ایک قندیل ثابت ہو اور قرآن و سنت کی شعاعیں اس سے پھوٹتی رہیں۔ یقیناً اس راہ میں ٹھوکر بھی لگ سکتی ہے کہ انسان ہے تو خطا و لغزش اس کی کمزوریاں، مگر جہاں تک ارادہ اور نیت کا تعلق ہے (جو خدائے علوم الغیوب کے لئے غیب نہیں عالم مشاہدہ ہے۔) ہر سعی ہر فیصلہ ہر رائے کا محرک دین حق کی خیر خواہی ملت بیضاء کی سربلندی اور سرخروئی کی تڑپ ہی رہا کہ الدین النصیحۃ للّٰہ ولرسولہ وللمؤمنین۔

آیئے ہم سب اس نئے سفر کے آغاز میں دعا کریں کہ الحق اسی طرح مسلمانوں کے خیر و صلاح دین حق کی اشاعت اسلام کے فروغ کا ذریعہ اور نوامیس الٰہیہ کا علمبردار بنا رہے اور ہماری ہر طرح کی کوتاہیوں کے باوجود رب کریم کی رہنمائی ہماری دستگیری کرتی رہے۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ والباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ آمین۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

سمیع الحق

خطاب : مولانا سمیع الحق صاحب
ضبط و ترتیب : مولانا عبدالقیوم حقانی

# ملت مسلمہ کی امتیازی شان

## تسلیم اور سلامتی

اس سال عید الاضحیٰ ۱۴۰۳ھ کے موقعہ پر عیدگاہ اکوڑہ خٹک میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی علالت کی وجہ سے مولانا سمیع الحق صاحب نے خطاب فرمایا جسمیں شہر اور گرد و نواح کے تقریباً ۲۵ ہزار افراد نے شرکت کی۔ یہ تقریر ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے مولانا عبدالقیوم حقانی نے مرتب کی ہے جو نذر قارئین ہے۔ "ادارہ"

---

نماز کا اعلان ساڑھے سات بجے کا ہوا ہے چونکہ لوگ دور دور سے آرہے ہیں اور ملحقات سے بھی آتے ہیں اس لئے میں چند منٹ گزارشات پر اکتفا کروں گا۔ تقریر کی اہلیت بھی نہیں ہے اور یہ تو اکابر کا مقام ہے میں تو بزرگوں کے حکم کی تعمیل میں حاضر ہوا ہوں۔

**خوشی اور تہوار بھی عبادت سے وابستہ ہیں** | آپ کو معلوم ہے کہ آج عید الاضحیٰ کا دن ہے۔ اسلام میں دو عیدیں ہیں ایک عید الاضحیٰ ایک عید الفطر، عید خوشی کو کہتے ہیں ہر قوم کچھ عیدیں اور کچھ جشن مناتی ہے، ہر قوم کا ایک تہوار ہوتا ہے، ہندو عیسائی، یہودی حتٰی کہ کمیونسٹ ممالک بھی سال میں خوشی کا ایک نہ ایک وقت نکالتے ہیں اور کوئی تہوار متعین کی ہوتی ہے، اسلام نے بھی ہمارے لئے جائز حدود میں خوشی اور تہوار کے دن مقرر کئے ہیں، لیکن ہمارا اس معاملہ میں بھی دوسری اقوام سے فرق اور امتیاز ہے۔ دیگر اقوام کے جشن اور تہوار دنیوی چیزوں سے وابستہ ہیں مثلاً بہار کا موسم آیا تو بعض اقوام جشن مناتی ہیں ایران و توران بلکہ ایرانی اقوام کا جشن نوروز وغیرہ ہے ان کا ایک خاص موسم سے تعلق ہے۔ ہندوؤں کے تہوار کا بھی بیساکھی سے تعلق ہے کہ موسم بہتر ہوگیا۔

ایسی قومیں بھی ہیں جن کی تہوار اپنے قائد، بڑے لیڈر کا یوم پیدائش کے مناسبت سے ہوتی ہے یا یہ کہ فلاں دن ہماری قوم نے فلاں قوم پر غلبہ حاصل کیا تھا تو وہ جشن فتح مناتے ہیں۔ تو ان سب کا تعلق دنیوی امور سے ہے مگر اسلام نے ہمارے لئے جو عید مقرر کی ہے اس کی بنیاد خالص عبادت پر رکھی کہ یہ روز خوشی کا ہے لیکن خوشی کس بات کی؟ تو خوشی اس بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک اہم عبادت اور بندگی کی توفیق عطا فرمائی ہے عید الفطر بھی اسی خوشی میں مناتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ۳۰ روزے رکھ لئے ہیں۔ اور اپنے نفس کو ضبط میں رکھ لیا ہے، کسی قوم یا ملک کا فتح کرنا کوئی بڑا کمال نہیں اور بڑے بڑے پہلوانوں کو گرانا یہ بھی کوئی بڑا کمال

نہیں، اسلام کہتا ہے کہ اگر اپنے نفس کو ضبط کر لیا اور راستے سے گرا دیا اور شیطان پر غلبہ حاصل کر لیا تو اسلام کہتا ہے کہ اس کی خوشی مناؤ کہ تم نے شیطان کو مغلوب کر دیا۔ اپنی خواہشات کو کنٹرول کر لیا۔ بھوکے تھے پیاسے تھے لیکن اللہ کے حکم کی تعمیل میں ۳۰ روزے برداشت کئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب تم خوشی کے مستحق ہوا ور عید منالو تو آج ہم جو عید منا رہے ہیں اس کا تعلق بھی دنیوی امور سے نہیں۔ گو ہماری تاریخ میں عظیم فتوحات ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی فتوحات سے معمور ہے۔ ہم مکۃ المکرمہ کی فتح کے دن بھی جشن منا سکتے تھے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے روز بھی عید منا سکتے ہیں لیکن آں حضرت کی ولادت اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ختم نبوت کا تاج پہنائے جانے میں ہمارے عمل کو کچھ بھی دخل نہیں کہ یہ سب وہبی چیز ہے موسم بدلتا ہے تو اللہ اسے بدلتا ہے ہمارا کوئی عمل دخل نہیں تو اصل چیز یہ ہے کہ انسان اپنے کسی عمل اور اعلیٰ کردار سے عید کو وابستہ کردے جو اپنے اختیار سے صادر ہوا اور یہ ہماری امت کی خصوصیت ہے کہ آج بھی ہم جب عید مناتے ہیں تو وہ عبادت کی وجہ سے ہے، کچھ دیر بعد وہ عبادت ہم ادا کریں گے جسے قربانی کی عبادت کہا جاتا ہے "قربانی" ایک عظیم الشان عبادت ہے جو اس امت کی خصوصیت ہے۔ ایک صحابی نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ ماھذہ الاضاحی یا رسول اللہ اے اللہ کے رسولؐ۔ یہ قربانی کیا چیز ہے؟ کس لئے ہم کرتے ہیں؟ اب بھی، بہت روشن خیال اور بہت سے دہریئے جو ہر چیز میں عقل اور فلسفہ ڈھونڈتے ہیں وہ اب بھی کہتے ہیں کہ ہم کس لئے اتنے حیوانات ضائع کرتے ہیں۔ اور قربانی کیوں کرتے ہیں۔ حیوانوں کا ضائع کرنا تو عقل کے خلاف ہے اور دوسرے طریقوں سے یہ رقم کیوں نہیں خرچ کی جاتی۔

**سنّت ابراہیمی**

تو صحابی نے جب دریافت کیا، تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر جملہ میں بات ختم کر دی اور فرمایا " سنۃ ابیکم ابراھیم " تین الفاظ ارشاد فرمائے۔ کہ یہ تمہارے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنّت ہے بس اس ایک جملہ اور تین الفاظ' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے تمام فلسفے اور حکمتیں بلکہ قربانی کی ساری تاریخ کو سمو دیا اور انسانیت کے سامنے پیش کر دیا۔

آج تمام دنیا ابراہیم علیہ السلام کے اتباع کی دعویدار ہے، یہ خدا تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو شرافت عطا فرمائی ہے۔

انہوں نے دعا فرمائی تھی کہ واجعل لی لسان صدق فی الآخرین میرے پروردگار! بعد میں آنے والی امتوں میں میرا اچھا ذکر (تذکرہ) بنا دیجئے اور فرمایا

وجعلنا لھم لسان صدق علیا اور ہم نے ان کا چرچا اور تذکرہ اونچا کر دیا۔

فرمایا وترکنا علیہ فی الآخرین سلامٌ علی ابراھیم کذلک نجزی المحسنین

اگر یہود ہیں یا نصاریٰ ہیں، انگریز ہیں یا امریکن، یا ہندوستان کے ہندو ہیں، سب اپنے اپنے خیال میں اس بات کے دعویدار ہیں کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کے پیروکار ہیں تو ابراہیم علیہ السلام کی امامت پر سارا عالم گویا متفق ہے۔ ہندو بھی اپنی نسبت ابراہیم کو کرتے ہیں اور برہمن پنڈت، براہِ راست، کہتے ہیں کہ ہم ابراہیمی ہیں، مشرکین مکہ بھی کہتے تھے کہ ہم ابراہیمی ہیں۔ اب خدا نے ایک معیار مقرر کیا۔ یہاں دارالعلوم حقانیہ میں پچھلے دنوں ایک بزرگ آتے تھے جو جید عالم اور مناظر ہیں جو اس وقت یورپ میں رہتے ہیں انہوں نے بڑی عجیب بات کہی، کہ یورپ میں ایک بہت بڑا سیمینار تھا۔ تمام دنیا کے مذاہب کے پیرو اور اقوام اس میں جمع تھے۔ ہر ایک نے اپنے اپنے مذہب کی حقانیت کے دلائل بیان کرنے تھے مگر مسلمانوں نے ان سے عجیب بات کہی کہ دیکھو سب مذاہب کی کتابوں میں یہ بات آئی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام قربانی کرتے تھے اور یہ بھی آیا ہے کہ انہوں نے بیٹے کی قربانی کی تھی اور اس کے بدلے اللہ نے دنبہ بھیج دیا تھا۔ یہود اور عیسائیوں کی کتب میں بھی یہ موجود ہے اور ہندوؤں کی کتب میں بھی مختلف طریقوں سے یہ بات نقل ہوتی چلی آئی ہے اہل اسلام کی کتابوں میں بھی ہے۔

**اتباعِ ابراہیمی اور ملتِ مسلمہ** تو اب فیصلہ اس بات پر کرلیں گے کہ تمام عالم میں اس وقت ابراہیمؑ کے طریق قربانی کو کون اختیار کئے ہوئے ہیں، نہ تو یہود قربانی کرتے ہیں، نہ عیسائی اور نہ ہندو، اس طریقہ سے قربانی کرتے ہیں صرف امت محمدیہ نے اپنے دادے کی سنت کو مضبوط تھاما ہوا ہے۔ یہ شرف صرف امت محمدیہ کو حاصل ہے۔ تو ابراہیم کے پیروکاری کا دعویٰ بھی مسلمانوں ہی کا صحیح قرار دیا جاسکتا ہے نہ کہ یہود و نصاریٰ کا۔ تو دعوے دار تو سب مذاہب ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صحیح اولاد وہی ہے جو اپنے آباء کے نقشِ قدم پر چل رہی ہو اور ان کے طریقوں کو زندہ رکھتی ہو اور اپنے دادا کے اقدار و روایات کو برقرار رکھے۔

" سُنَّۃُ ابیکم ابراھیم " یہ قربانی تمہارے اپنے باپ ابراہیمؑ کی سنت ہے۔ اور اگر تم دعوے دار ہو کہ ہمارے والد ابراہیم ہمارے دینی مقتدا ہیں اور ان کا یہ عمل ہے تو پھر ان کے راستے پر چل پڑیں اور اس میں حکمتیں اور فلسفے تلاش نہ کیجئے۔ تمہارے والد حضرت ابراہیمؑ نے قربانی دی تھی۔ یہ قربانی صرف ایک حیوان کی قربانی نہ تھی، صرف اپنے لختِ جگر اور پیارے بیٹے کی قربانی بھی نہ تھی بلکہ تمہارے دادا، عمر بھر قربانی، اور اللہ کے راستے میں امتحانات دیتے رہے۔ جس کی ایک طویل داستان ہے۔ اگر ایسا ہے تو اب ہم دعویٰ بجا طور کر سکتے ہیں کہ بل نتبع ملۃ ابراھیم حنیفا کہ ہم ملت ابراہیمی کی اتباع کرتے ہیں کہ آپ حنیف تھے حنیف کا معنی یہ ہے کہ ہر ماسوا اللہ سے کٹ کر صرف اللہ کے ہو چکے تھے۔ اپنے کو اللہ کے سپرد کر دیا تھا اب اس ملت کی اتباع کرتے ہیں۔

**ملتِ ابراہیمی کا خلاصہ** وہ ملت کیا ہے؟ وہ ملت خود حضرت ابراہیمؑ ہمارے سامنے پیش فرماتے ہیں کہ:-

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ

ابراہیم علیہ السلام کا اعلان تھا کہ میں اپنا سب کچھ اپنی ذات سے اور توجہات سے کاٹ کر صرف اسی ایک ذات کی طرف جو فاطر السمٰوٰت والارض ہے موڑ چکا ہوں اس کی طرف میری توجہ ہے ہر چیز سے ۔یکسو اور کنارہ کش ہو گیا ہوں، میں مشرکین میں سے نہیں کہ ہر طرف جھانکتا پھروں اور ہر ایک کے سامنے جھکتا رہوں۔ میرا معبود ایک ہی ذات ہے جو اللہ تعالیٰ ہے اور فرماتے ہیں:-

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ . لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۝ یہ ابراہیمی ملت کی ساری تاریخ خود حضرت ابراہیمؑ نے بیان کر دی کہ میری تمام عبادات، نمازیں، روزے حج اور جان و مال کی قربانی اور عزت و آبرو کی قربانی، ملک و وطن کی قربانی، خواہشات کی قربانی، یہ ہر قسم کی قربانی نُسک میں آ گئی ہے کہ اپنی محبوب چیز، اور خواہشات کسی بڑی ذات کی رضا کے لئے چھوڑ دیتے ہیں، جو بھی تمنا ہے خواہش ہے بڑی آرزو ہے ان سب سے دست بردار ہو جانا یہی قربانی ہے۔

تو ابراہیمؑ نے آیت مذکورہ میں یہ اعلان کر دیا ملت ابراہیمی کا خلاصہ پیش کر دیا کہ میری زندگی، میری موت، وہ صرف خدا کے لئے ہے جو تمام کائنات کا پرورش کرنے والا اور حقیقی پروردگار ہے۔

جب عالمین کا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے تو عالم میں جو کچھ بھی ہے صرف اس کی محتاج ہے تو پھر اس کے ماسوا کوئی دوسری چیز رب اور معبود کیسے بن سکتی ہے۔ عرش ہے یا فرش ہے، چاند ہے یا سورج، عناصر اربعہ ہیں یا ساری کائنات سب اس کی ربوبیت کے محتاج ہیں۔ تو ان چیزوں کے سامنے کیسے جھکا جا سکتا ہے میں کوئی نادان ہوں کہ ان کے سامنے جھک جاؤں۔ لَا شَرِيكَ لَهُ ۔ اس کا کوئی شریک نہیں وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ اور خود خدا نے مجھے اس پر مامور کر دیا ہے۔ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ سب سے پہلے میں گردن نہاد اور منقاد ہونے والا ہوں۔

مسلم اور اسلام | اس آیت میں ملت کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ کہ میں اول مسلم ہوں، مسلم، مسلمان کو کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ میں ہی نمبر ایک مسلمان ہوں گا۔ یہ مراد نہیں کہ مجھ سے قبل کوئی مسلمان نہیں، بلکہ مقصد یہ ہے کہ جب بھی کوئی مسئلہ آئے گا میں صف اول میں کھڑا ہوں گا۔ ابراہیم نے خود کو بھی مسلم کہا اور ہمیں بھی مسلم، تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ، ابراہیمؑ نے تم کو مسلم کا نام دیا، یہ بھی ہمارے دادا ابراہیم نے امت پر احسان کیا کہ یہ امت اپنے کو یہودی نہیں کہے گی، نصاریٰ نہیں کہلائے گی بلکہ خود کو مسلم کہے گی ہر امت کا ایک نام ہے لیکن ان کے ناموں میں کوئی سبق نہیں ہے۔ عیسائی کے معنیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نسبت رکھنے والا، اس میں کوئی اور معنیٰ نہیں ہے، یہودی کا معنیٰ یہوداہ کی اولاد ہے، ہندو کا معنی یہ کہ جو ہندوستان میں موجود ہو، مطلب یہ کہ ہندوستان کا رہنے والا، تو ہمیں بھی محمدی نام دیا جا سکتا تھا

اور ہم یہ کہہ سکتے تھے کہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ شرف دیا ہے کہ ہم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں۔ ہم ایک عظیم ترین شخصیت کو منسوب تھے۔ عرش سے بلند شخصیت ہمارے لئے یہ فخر و مباہات کی بات تھی، لیکن اس میں ہمارے لئے کوئی سبق نہیں تھا۔ ہم مکی و مدنی بھی خود کو کہہ سکتے تھے کہ ہماری نسبت مدینہ کی مٹی سے ہے یا مکی ہیں کہ کعبۃ اللہ سے ایک نسبت ہے۔ لیکن ہمیں بتایا گیا کہ تمہارا نام "مسلم" ہے اور تم مسلمان ہو وھو سما کم المسلمین، تو اس میں ایک بہت بڑا سبق موجود ہے، کہ جب بھی ہم خود کو یہ کہیں کہ ہم مسلم ہیں تو یہ لفظ ہمیں بہت بڑا سبق دیتا رہے گا۔ کہ مسلم کا معنیٰ ہے ہر چیز کسی کے حوالے کر دینے والا۔ تسلیم، کا معنی ہر چیز دوسرے کے حوالے کر دینا۔ ہمارے ہاں افغانستانی مجاہدین روزمرہ "تسلیم" کا لفظ استعمال کرتے ہیں جواب بھی یہ اس معنیٰ میں مستعمل ہے یعنی سرنڈر" ہو جانا۔ تسلیم کا معنیٰ یہ ہے کہ میں نے اپنا اسلحہ رکھ دیا اور ہر چیز سے دستبردار ہو گیا ہوں۔ اسلام کا معنیٰ " سپردن" ہے تو مراد یہ ہے کہ میری اپنی ساری متاع اور سب کچھ اللہ کے حوالے کر دیا ہے ؏

سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را

کہ میری جان میرا مال میری خواہشات، میرا قانون، میری سیاست۔ میرا ادب، میرا مذہب، میری تہذیب، میرا فیشن اے اللہ سب تیرے حوالے ہے۔ اسلمت وجہی الخ کا ایک معنیٰ سپردگی کے آتا ہے۔ ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالھم بان لھم الجنۃ۔ کہ خدا مسلمانوں سے جان بھی لیتے ہیں مال بھی لیتے ہیں، جنت کے بدلہ، ایک معنیٰ اس کا یہ بھی ہے کہ تیرا کچھ بھی نہیں، تو نے تو ہر چیز دوسرے کے حوالے کر دی ہے تو نے عہد کیا ہے تو نے تو بیعت کر لی ہے۔ تو اپنی خواہشات اور مرضیات، مال و اولاد کا کسی چیز کا بھی مالک نہیں رہا۔ اگر تم خود کو مالک کہتے ہو تو پھر تو جھوٹ بولتے ہو کہ تم نے خود کو خدا کے سپرد کر دیا ہے، حقیقت میں خدا کے ساتھ دھوکہ کرتا ہے بظاہر بیعت کی ہے بباطن غداری کرتے ہو۔ خدا کی اصطلاح میں بھی ایسا آدمی باغی ہے۔

<u>اسلام اور سلامتی</u> اس کے علاوہ لفظ "مسلم" کا ایک اور سبق بھی ہے کہ اسلام سلامتی ہے، مسلم، کا یہ معنیٰ ہے کہ اس کی طرف سے کائنات کے ہر فرد کو سلامتی حاصل ہے۔ اسی طرح "مومن" کو دیکھئے تو اس کا معنیٰ یہ بھی ہے کہ اس سے ہر ایک کو امان ہے، ملت ابراہیمی کے پیروؤں کا اعلان ہوتا ہے کہ ہم مسلم ہیں اور ہماری جانب سے سب کو سلامتی حاصل ہے ہم مومن ہیں اور ساری دنیا کو امن دینا چاہتے ہیں۔ ہم کسی کو ڈسیں گے نہیں، خاندان کا آدمی ہے یا محلے کا یا شہر کا حکومت کا ہے ملک کا ہے، ہر ہر فرد کو مسلمان کی طرف سے امان حاصل ہے۔ تو مسلمان وہ ہے کہ ساری مخلوق اس کی زبان کی ضرر سے، ہاتھ سے اور پاؤں سے محفوظ رہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ اسی طرح فرمایا گیا المومن من امنہ الناس علیٰ دمائھم واموالھم مومن وہ ہے کہ لوگ اس کی

طرف امن میں رہیں کہ ہماری جان کو، مال کو، عزت و آبرو کو، وہ ترچھی نگاہ سے بھی نہ دیکھے گا۔

احترام انسانیت | آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن، دوسرے مومن سے جھوٹ نہیں بولتا۔ لایکذبہ' دھوکہ نہیں دیتا ولا یخدعہ ولا یخذلہ اور نہ وہ کسی کو ذلیل کرتا ہے اور نہ ہی مومن اپنے بھائی اور پڑوسی اور کسی مسلمان کے پیچھے پڑ کر اس کی آبروریزی کرتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک آدمی دوسرے کے عیوب تلاش کرتا پھرتا ہے اور ہر وقت اسی ٹوہ میں رہتا ہے' کریدیں رہتا ہے تاکہ جس طرح بھی بن پڑے کوئی عیب اس کا نکال لاؤں تو اللہ تعالیٰ، ایسے شخص کے عیوب کو ظاہر کردے گا اور اسے رسوا کردے گا، اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے شخص کے ہزاروں اور کروڑوں عیبوں کو چھپا رکھا ہے ان پر پردہ ڈال دیا ہے اور جب یہ خود عیوب سے بھرا ہوا ہے مگر دوسرے کے عیوب تلاش کرتا ہے تو میں بھی اس کے عیوب ظاہر کرکے اسے رسوا کردوں گا

ومن تتبع اللہ عوراتہ یخذلہ

پھر جس کو خدا تعالیٰ رسوا کرنا چاہیں تو وہ تو برسرِ عام رسوا ہوگا۔ اور بھرے چوک میں رسوا ہوگا ولو فی جوف وعلہ اگر یہ کجاوہ کے کنج میں بھی پڑا ہوا ور کوئی جرم کرے اللہ تعالیٰ سے بچ نہیں سکتا، پچھلے زمانہ میں لوگ اونٹوں پر کجاوہ میں ہودج میں سفر کیا کرتے تھے اس لئے بطور تمثیل کجاوہ کا نام لیا گیا مراد یہ ہے۔ کہ اگر تہ خانہ میں ہو اور محفوظ کوٹھڑی میں چھپا ہوا ہو تو خدا تعالیٰ فرماتے ہیں میں اس کو باہر نکال کر ذلیل کردوں گا۔ ومن ستر علیٰ اخیہ — ایک مسلمان جس نے اپنے مسلمان بھائی پر پردہ ڈال دیا، اور برے کے بجائے اچھے پہلو ظاہر کئے۔ ستر اللہ علیہ یوم القیامۃ، تو اللہ پاک قیامت کے روز اس کو اپنی رحمت کے پردوں سے ڈھانپ دیں گے۔ یہی بات ہے کہ چاروناچار اسلام کو آج ساری دنیا امن کا مذہب قرار دے رہی ہے۔ کہ اس کے نام میں بھی امن ہے اور پیغام میں بھی سلامتی ہے۔

ابراہیمؑ کی بے مثال قربانیاں | بہرحال حضرت ابراہیمؑ مسلم تھے اور انہوں نے اسلام کا ثبوت پیش کردیا، اولاً اپنے گھر اور خاندان سے جنگ کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سارا گھرانہ مذہبی تھا آپ کے والد ایک بڑی قوم کے سربراہ، دینی مقتدا و پیشوا تھے۔ دینی امور سارے اس سے وابستہ تھے اگر لوگ ہندو تھے تو ان کے پروہت اور پنڈت تھے۔

تو حضرت ابراہیمؑ کو اس طرح ایک بڑا اور عظیم منصب ملا تھا۔ بڑی گدّی اور مسند کے وارث بن جاتے مگر فطرت سلیمہ عطا ہوئی تھی، توحید کا اعلان کردیا، بس توحید کی آواز لگانی تھی کہ سارا خاندان ان کا مخالف ہوگیا۔ باپ نے ہر طرح سختی شروع کی، جس کی تفصیلات قرآن مجید میں مذکور ہیں۔

ابراہیمؑ نے گھر کو لات مار دی، باپ کی گدّی اور مستقبل کی پیشوائی چھوڑ دی۔ سب کچھ سے دست بردار ہوگئے یہی وہ اسلام ہے جس کا مظاہرہ ابراہیمؑ نے اول وہلہ میں کر دیا۔

لا شریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین

اس کے بعد دوسرا مرحلہ، سارے ملک سے جنگ کا اور بادشاہ سے ٹکر لینے کا تھا۔

نارِ نمرود اور سرخروئی | نمرود بادشاہ شرک اور کفر کا علمبردار تھا تو آپ نے ایسے ظالم و جابر، حکمران سے مقابلہ کیا سارے بت توڑ دیئے اور قوم سے کہا تم ایسے خداؤں کی پوجا کرتے ہو جو ٹوٹ بھی سکتے ہیں ــــ اپنے خداؤں سے پوچھو، انہیں کس نے توڑا ہے؟ تفصیلات کا وقت نہیں آپ سب جانتے ہیں۔

حکومت نے کہا، انہیں آگ میں ڈال دو، یہ تمہارے معبودوں کا دشمن ہے آگ کا ایک بڑا الاؤ تیار کیا گیا، ساری کائنات حیران ہے کہ اللہ، تیرا نوجوان بندہ، آگ میں پھینکا جا رہا ہے جس نے تیری وحدانیت کا اعلان کیا ہے آج یہ مظلوم اور بے بس ہے، فوج ہے، رعیت ہے اپنے ہیں یا پرائے ہیں سب اس کو کارِ ثواب سمجھتے ہیں یہ منظر عرش دیکھ رہا ہے فرش دیکھ رہا ہے چاند دیکھ رہا ہے ستارے اور سورج دیکھ رہے ہیں کیونکہ سب سمجھتے ہیں، اور سب اللہ کی بندگی میں سرشار ہیں کل قد علم صلواتہ وتسبیحہ ہم انسانوں میں مشرک موجود ہیں لیکن پتھروں درختوں، احجار و اشجار میں کوئی مشرک نہیں۔ ان جانوروں میں کوئی اللہ کا شریک نہیں ٹھہراتا۔ یہ سب تکوینی لحاظ سے اللہ کی بندگی سے لمحہ بھر نہیں سرک سکتے۔ نہ حکم عدولی کرتے ہیں اگر چاند و ستارے ہیں تو سارے اپنے نظام پر چل رہے ہیں کل یجری لمستقر لہا ــــ ہیں۔ گو سب حضرت ابراہیمؑ کے اس ابتلاء کو دیکھ رہے ہیں اور یہی فکر لاحق ہے کہ ایسے وقت ہم کیا کر سکتے ہیں، جب حضرت ابراہیم کو لایا گیا تو سب نے اپنی خدمات کی پیش کش کر دی، ملائکہ حاضر ہوئے حضرت جبرئیل تشریف لائے اور اپنی خدمات پیش کر دیں، مگر حضرت ابراہیمؑ کو خدا تعالیٰ کے ساتھ عجیب اور بے پناہ عشق تھا اور خداوند تعالیٰ کو بھی حضرت ابراہیم کے ساتھ بے پناہ محبت تھی۔

جیسے ایک عاشق یہ نہیں چاہتا کہ میرے محبوب کے ساتھ کسی دوسرے کی محبت بھی ہو، یا میرے محبوب کے دل میں کسی دوسرے کا خیال آجائے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا معاملہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ تھا وہ حضرت ابراہیمؑ کو عالم اسباب کی ہر چیز سے کاٹ رہے تھے اور امتحانات لے رہے تھے۔ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو دوست چن لیا۔

تو جب ابراہیمؑ دوست ہوا تو دوستوں میں غیر نہیں چل سکتا۔ تب اللہ نے امتحان لیا۔ کہ آیا ہماری دوستی میں غیروں کو تو نہیں پکارا جاتا، یا حضرت ابراہیمؑ غیروں کی امداد تو نہیں لیتے۔ حضرت جبرئیلؑ جس کے قریات لوط و سدوم کو ایک پر سے اٹھایا اور الٹ کر تہس نہس کر دیا، دنیا کے کروڑوں ایٹم بم حضرت جبرئیلؑ کے ایک پر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

القوی الامین جنہیں خدائی تمغہ ملا ہے۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جبرئیل قوت والے ہیں اور امین بھی ہیں تو حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ میں اپنی طاقت پیش کرتا ہوں تو حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ خود آئے ہو یا خدا نے بھیجا ہے۔ عرض کی خود حاضر ہوا ہوں یہ میرے اپنے جذبات ہیں اور آپ توحید کے علمبردار ہیں میں خود اس کو سعادت سمجھتا ہوں کہ آپ کی امداد کروں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا جب آپ خود آئے تو آپ سے میں کوئی امداد نہیں لیتا' واپس ہو جا۔ یہ تو خدا کی غیرت کے خلاف ہے۔ اور آپ سے امداد لینا گویا امتحان ہال میں نقل کرنا ہے۔ ابراہیمؑ غیرت واخلاص کا پرچہ دینا چاہتے تھے۔ یہاں بھی آپ نے عجیب انداز اختیار کیا اور جبرئیل سے دریافت کیا، کہ خدا تعالیٰ اس سارے معاملہ میں باخبر بھی ہیں یا کہ نہیں؟

تلک حجتنا آتیناها ابراهیم

اس انداز کا قوت بیان اور طرز استدلال اللہ پاک نے صرف ابراہیم علیہ السلام کو دیا تھا۔

تو جبرئیل نے فرمایا خداوند تعالیٰ باخبر ہیں۔ تو فرمایا۔ کہ اے جبرئیل پھر آپ واپس ہو جائیں۔

تو جبرئیل نے کہا کہ اچھا سوال تو خدا سے کر لو تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا علم ہی کافی ہے میرے سوال کی حاجت نہیں۔ علمہ بحالی، حسبی عن سوالی تو ان سب امتحانات میں کامیاب ہو گئے۔ اہل حق کا شیوہ ہے کہ آگ لگ جائے تو اس کے بجھانے کی کوشش کرتے ہیں، اگر نہیں بجھتی تو کوشش کرنی ہے۔ آج بھی فتنوں کا دور ہے باطل کی یلغار ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنی مقدور بھر کوشش کرے ہاتھ سے ہو، زبان سے ہو، جس طرح بھی بن پڑے کوشش کرے جیسا کہ اس وقت بھی طرح طرح کے پرندے آتے اور چونچوں میں پانی لا کر آگ بجھانے کی کوشش کرتے تھے۔ خوب سمجھتے تھے کہ یہ آگ ہم بجھا تو نہیں سکتے لیکن اپنے جذبات کا اظہار تو کرتے تھے۔ اور کچھ ایسے بدبخت بھی تھے بعض حیوان کہ دور سے آگ کو مزید پھونکتے تھے تاکہ آگ مزید بڑھ جائے تو آج اگر ہم باطل کی آگ بجھا نہیں سکتے تو کم از کم یہ کوشش تو کر لیں کہ وہ آگ مزید نہ پھیل جائے۔ تو حضرت جبرئیل واپس ہوئے اور ابراہیمؑ آگ میں ڈال دئے گئے تا مگر یہ آگ اور کائنات کے سارے عناصر اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ سائنس جو کچھ بھی کہے مگر یہ تو سب اللہ کی مخلوق ہیں اللہ چاہیں کہ نہ آگ نہ جلائے تو نہیں جلائے گی اور اگر چاہیں تو جلائے گی۔ اگر اللہ فیصلہ کر دیں کہ دریا اور سمندر ڈبوئیں گے نہیں تو بس، پھر وہ نہیں کر سکتے۔ یہ ایک بڑی داستان ہے کہ عناصر اربعہ کے خاصیات کو اللہ تعالیٰ نے جب چاہا ہے معطل کر دیا ہے آگ جلانے کے لئے ہے مگر ہوا یا نار کونی برداً و سلاماً علی ابراهیم اے آگ۔ تو آج ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیمؑ پر گل و گلزار بن جا۔ حضرت ابراہیم سرخرو ہوتے اور کامیاب ہوئے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ اللہ پاک نے فرمایا کہ ابراہیم اب جا کر میرے گھر کو آباد کرو، یہاں کے لوگ بدبخت ہیں ہدایت

کے طالب نہیں، جاؤ ہجرت کرلو، یہ تیسرا مرحلہ تھا اور سخت مرحلہ تھا، ترک وطن کا، جو آسان کام نہیں۔ آج مسلمانوں کو بھی وطن کے بت نے خراب کر دیا ہے۔ عراق ہے یا ایران ہے سب وطنیت کے بت کے پوجا کی وجہ سے مشکلات کا شکار ہیں۔ تو اولاً وطن کا بت اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ پاش پاش کر دیا اور پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے وطنیت کے بت کو مزید ذلیل کر دیا۔ تو حضرت ابراہیمؑ نے ہجرت کر لی۔ حضرت ہاجرہ بھی کیسی سراپا تسلیم تھیں کہ فرمایا بس بے فکر رہیں اللہ ہی ہمارا کفیل و کارساز ہے۔

پھر سخت ترین گھڑی آزمائش کی بڑھاپے میں آئی کہ ابراہیم علیہ السلام خواب دیکھتے ہیں، اور اگر ہم ہوتے تو خواب نہیں کوئی تلوار سر پر لٹکا کر بھی حکم دے تب بھی اس میں تاویلات کرتے، تو حضرت ابراہیمؑ نے کوئی تاویل نہیں کی اور فرمایا۔ یٰبنیّ انی اریٰ فی المنام انی اذبحك، فانظر ماذا تریٰ۔

اے میرے پیارے بیٹے! میں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ کو ذبح کر رہا ہوں بیٹا۔ اس میں آپ کی رائے کیا ہے؟
بیٹے نے عرض کیا جو پیکر تسلیم و رضا تھا یا ابت افعل ما تؤمر۔ اے ابا جان، فوراً اللہ کے حکم کی تعمیل کریں، پس و پیش اور تردد اس میں نہ کریں ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین۔

ابا جان تم مجھے صابرین میں سے پاؤ گے۔ باپ کس قدر عظیم قربانی کر رہے ہیں اولاد کی قربانی، اور اولاد نے بھی اسی معیار کی قربانی دی اور کہا لبیک، تو درحقیقت یہ اندر کا اسلام تھا جو بیٹے کی گردن پر چھری چلا رہا تھا۔ اور یہی اسلام تھا جس نے ابراہیمؑ کے ہاتھ میں چھری دی اور اسلام ہی تھا جس نے بیٹے کو چھری کے سامنے لٹا دیا کہ ع

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

اور بیٹے نے ابا جان سے عرض کیا، آنکھوں پر پٹی باندھ لیں کہیں پدری شفقت مانع نہ ہو جائے۔
حضرت اسماعیلؑ ہمیں یہ سبق دیتے ہیں کہ والدین سے ایسا سلوک کیا جائے اور والدین کو ابراہیمؑ نے سبق دیا کہ خدا کے راستہ میں اولاد کو بھی قربان کر دو۔

فلما اسلما وتلہ للجبین ۔ نادینٰہ ان یا ابراھیم۔ قد صدقت الرؤیا انا کذٰلك نجزی المحسنین۔

دونوں نے اپنی اسلامیت کا ثبوت دے دیا۔

تکبیر و حمد | اور جب چھری چلائی تو اوپر سے جبرئیل کی آواز آئی، اللہ اکبر اللہ اکبر، اوپر سے ندا آئی، خبردار چھری مت چلانا اللہ کی ذات تو واقعاً بہت بڑی اور سب سے بڑی ہے وہ آپ کے بیٹے کو ذبح نہیں کرنا چاہتے ابراہیمؑ سمجھ گئے اور پکار اٹھے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر حضرت اسمٰعیلؑ بھی سمجھ گئے۔ کہ اللہ پاک نے میری جگہ دوسری قربانی بھیج دی تو پکار اٹھے کہ اللہ اکبر و للہ الحمد یہ تین جملے ہیں ایک جبرئیل علیہ السلام کا دوسرا ابراہیم علیہ السلام کا

اور تیسرا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا۔

تو نویں ذوالحجہ کی فجر سے ۱۳ کے عصر تک واجب ہے کہ نماز جماعت سے پڑھے یا بغیر جماعت کے، ہر فرض نماز کے بعد با آواز بلند ان تکبیرات کو پڑھنا واجب ہے، زور سے پڑھنا اور یہ ترانہ بلند کرنا ضروری ہے انہیں تکبیرات تشریق کہا جاتا ہے۔ وترکنا علیہ فی الآخرین ـــ سلام علیٰ ابراھیم ۔ انا کذالک نجزی المحسنین انہ من عبادنا المومنین تو ابراہیمؑ اس عظیم امتحان میں بھی کامیاب ہوگئے ۔ اب سنۃ ابیکم ابراہیم کی حقیقت سمجھ میں آئی ۔ آں حضرتؐ نے اس جملہ میں سب کچھ سمیٹ دیا کہ اپنے والد ابراہیم کی زندگی کو دیکھو اور ان کے کردار کو تم بھی اگر ان کا اتباع کروگے تب اہل اور اولاد کہلا سکوگے۔ آج تم جانور ذبح کرتے ہو تو یہ درحقیقت اس بات کا اعلان ہے کہ اے اللہ! ہم تیری رضا کی خاطر ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں۔ مال و جان، عزت و آبرو سب تیری رضا میں نچھاور کردیں گے۔

امت مسلمہ کی مرکزیت | حضرت ابراہیمؑ کا دوسرا بڑا سبق حج ہے اور کعبہ کی مرکزیت ہے جو ادھر اشارہ ہے بلکہ آپ نے یہ کہنا چاہا کہ اے ملت مسلم! اے میری اولاد! اپنی مرکز سے وابستہ رہنا، یہ مرکز اگر تم نے چھوڑ دیا تو تہس نہس ہوجاؤگے ہر قوم جس طریقہ سے چاہے رہ سکتی ہے۔ مگر ملت مسلمہ مرکز سے کٹ کر زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہ امت ایک پھلدار درخت ہے جب درخت اپنی جڑ سے کٹ جائے تو اس کے پھل ختم ہوجاتے ہیں۔ وہ سایہ دے سکتا ہے۔ آج سارا عالم اسلام انتشار میں ہے جب کہ جو مرکزیت اللہ پاک نے ہمیں دی ہے وہ کسی کو بھی نہیں دی گئی ـ ـ ۲۰، ۲۵ لاکھ انسان عرب و عجم، کالے اور سفید، سب کو خداوند تعالیٰ عرفات میں جمع کردیتے ہیں تو ابراہیم نے اس طرح ہمیں وحدت اور اتحاد کی تعلیم دی۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج کے موقع پر فرمایا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض اے امت! میرے بعد کافر نہ ہوجانا جس کی مراد یہ ہے کہ میرے بعد ایسا نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو اور نفرت و انتشار پیدا کرلو اور وحدت و مرکزیت کو توڑ بیٹھو۔ یوں ہرگز نہ کرنا، ایک بن کر رہو۔ آپس میں تمہارا اختلاف بھی آئے گا، سیاسی رائے بھی مختلف ہوگی۔ اختلاف رائے بھی آئے گا کہ اختلاف رائے تو زندہ قوم کی شان اور عظمت کا نشان ہے لیکن مسلمانوں کے اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کی عظمت، قدر، احترام و اکرام میں کوئی فرق نہیں آتا، ایک دوسرے کی بے عزتی نہیں کرتے، ایک دوسرے کی آبرو ریزی نہیں کرتے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ آج کونسا دن ہے؟ فرمایا آج عرفات کا دن ہے یہ کون سا میدان ہے۔ یہ عرفات کا میدان ہے۔ یہ کون سا موسم ہے یہ حج کا موسم ہے۔ اور حرمت کے ایام ہیں تو فرمایا۔ اے مسلمانو! ان دماءکم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا۔

اے میری امت! تمہارا خون ایک دوسرے پر ایسا حرام ہے۔ اور تمہارے اموال، تمہاری آبروئیں ایک دوسرے پر ایسی حرام ہیں۔ ایک دوسرے کے لئے اتنی محترم ہیں جیسے کہ آج کا روز حرام و محترم ہے۔ خانہ کعبہ کو گرانا، اللہ کے نزدیک اتنا جرم نہیں، جتنا ایک انسان کو قتل کر دینا۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ خانہ کعبہ کی طرف دیکھتے اور فرماتے :۔

اے بیت اللہ! اللہ پاک نے تجھے کس قدر عظمت دی ہے۔ کس قدر بڑی شرافت دی ہے لیکن ایک مسلمان کا دل تجھ سے زیادہ اللہ کو محبوب ہے۔

بہرحال اس روز اور ان ایام میں اتحاد و ایثار کا ایک زبردست سبق موجود ہے ہم یہاں اس لئے جمع ہوتے ہیں کہ اللہ کی رضا کے لئے قربانی کریں گے ؛ وَآخِرُ دَعْوانا اَنِ الحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِیْن۔

وضو قائم رکھنے کے لئے جوتے پہننا بہت ضروری ہے ہر مسلمان کی کوشش ہونی چاہیئے کہ اس کا وضو قائم رہے۔

سروس انڈسٹریز
پائیدار۔ دلکش۔ موزوں اور واجبی نرخ پر جوتے بناتی ہے

Servis
سروس شوز
قدم قدم حسین قدم قدم آرام

# پاکستان میں شیعہ آبادی کتنے فیصد ہے

کل آبادی کا

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۱٪ | ۱½٪ | ۲٪ | ۲½٪ | ۵٪ |
| ۷½٪ | ۱۰٪ | ۱۵٪ | ۲۰٪ | ۲۵٪ |
| ۳۰٪ | ۳۵٪ | ۴۰٪ | ۴۵٪ | ۵۰٪ |

آپ اپنے اندازہ کے مطابق جس عدد کو صحیح سمجھتے ہوں اس پر × کا نشان لگائیے۔ پھر آپ آگے پڑھئے شکریہ

پاکستان میں شیعہ آبادی کے فیصد تناسب کا مسئلہ ہمیشہ سے زیرِ نظر اور غور طلب رہا ہے۔ اس مسئلہ کے بے لاگ تجزیہ اور تحقیقی جائزہ سے ہمارے کئی سیاسی، سماجی اور آئینی و فقہی مسائل کی گھتیاں سلجھ سکتی ہیں، اس لئے یہ کوئی گروہی یا فرقہ وارانہ موضوع نہیں بلکہ قومی سلامتی اور یکجہتی کا اہم تقاضا ہے۔ الحق میں کافی عرصہ قبل پیشِ نظر جائزہ شائع ہوا تھا جسے ملک کے باشعور طبقوں نے بے حد پسند کیا۔ اس مضمون کی اہمیت پچھلے دو ایک سال میں اور بڑھ گئی ہے۔ اور یہ ملک کے اربابِ علم و فکر اور شیعہ سنّی دونوں طبقوں کی تنقیح اور اظہارِ خیال کا متقاضی ہے اور بہت سے حضرات کی خواہش پر دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔ ہم نہ صرف سنّی بلکہ شیعہ حضرات کا بھی اس موضوع پر تحقیقی، علمی اور واقعاتی اظہارِ خیال کا خیر مقدم کریں گے بشرطیکہ یہ دلائل پر مبنی ہو۔

(ادارہ)

### ۱۔ خود شیعہ حضرات کا دعویٰ

شیعہ حضرات کا اپنی آبادی کے متعلق کوئی حتمی دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ جو جس کے جی میں آتا ہے وہی کہتا ہے کبھی شیعہ آبادی (کل آبادی کا) 30٪ ہوتی ہے کبھی یہ بڑھ کر 40٪ ہوجاتی ہے۔ کبھی تناسب کی جگہ اعداد ہوتے ہیں جو کبھی دو کروڑ اور کبھی ساڑھے تین کروڑ۔

## ۲۔ شیعہ آبادی کے متعلق عام تاثر

کیونکہ ذرائع ابلاغ پر عموماً شیعہ حضرات قابض ہیں اور وہ اپنی آبادی بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ پاکستان میں شیعہ آبادی ۱۰ سے ۱۵ فیصد تک ہے لیکن کیونکہ یہ تاثر ٹھوس حقائق کی بنا پر نہیں ہے بلکہ "بس خیال ہے" ۔۔۔ اور اس کیفیت کی ممکنہ وجوہ میں شیعہ پروپیگنڈہ سرفہرست ہے ذرائع ابلاغ پر ان کے گہرے کنٹرول کی وجہ سے ان کو غیر معمولی "کوریج" ملتا ہے۔ اہم عہدوں پر شیعہ حضرات کا فائز ہونا اور پاکستان کی تقریباً نصف دولت پر ان کا قبضہ (۲۲ دولت مند خاندانوں میں تقریباً نصف شیعہ ہیں) لاؤڈ اسپیکر پر مجالس، ماتم اور شب بیداریوں کی ہر طرف سے آواز ۔۔۔ حالانکہ مجالس کی حاضری بہت معمولی ہوتی ہے اور شب بیداریوں میں عموماً کیسٹ بجتا رہتا ہے اور صرف ایک یا دو آدمی اس کے انتظام کے لئے حاضر رہتے ہیں لیکن لاؤڈ اسپیکر اس قدر تیز استعمال کیا جاتا ہے جس سے دور دور آواز جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سینکڑوں آدمی شب بیداری میں شامل ہیں اور اس طرح ان کی آبادی اصل سے بے حد زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ محرم میں ہر شیعہ روزانہ سات آٹھ مجالس میں حاضری دیتا ہے جس کی وجہ سے چھوٹی چھوٹی کامیاب مجالس کی کثرت دکھائی دیتی ہے اس کے علاوہ بڑی پبلک مجالس جن میں تقریباً (سوائے معذوروں کے) تمام ہی شیعہ شریک ہوتے ہیں اور پھر ہر شیعہ یہ کوشش کرتا ہے کہ اس میں سنی بھی شریک ہوں۔ اور چونکہ بیشتر عہدے شیعوں کے قبضے میں ہیں اس لئے وہ عہدے سے یہ فائدہ بھی اٹھاتے ہیں اور ان کے ماتحت سنی کافی تعداد میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اس لئے وہ مجالس بہت کامیاب اور بڑی معلوم ہوتی ہیں۔ اور اس طرح شیعہ آبادی غیر شعوری طور پر اپنی اصل سے کئی گنا زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

## ۳۔ اصل حقیقت

اعداد و شمار اور دیگر حقائق کی بنا پر پاکستان میں شیعہ آبادی کی اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ کل آبادی کا 1.75% یعنی پونے دو فیصد ہیں اور کل آبادی کی مذہبی تقسیم حسب ذیل ہے۔

سنی ۹۶.42 فی صد

شیعہ 1.75 "

غیر مسلم بشمول قادیانی۔ 3.83 "

### الف شیعہ آبادی اعداد و شمار کی روشنی میں

#### مردم شماری اور شیعہ

پاکستان بننے کے بعد ۱۹۵۱ء، ۱۹۶۱ء اور ۱۹۷۲ء میں مردم شماری ہوئی ہے مگر شیعوں کو الگ شمار نہیں کیا گیا جس

کی وجہ خود ان کی اپنی خواہش کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ حکومت میں نیز ذرائع ابلاغ صنعت و تجارت، دولت بلکہ ہر میدان میں شیعہ حاوی ہیں۔ اور یہ ایک بہت منظم اور فعال گروہ ہیں۔ اس لیے یہ اپنی حسب منشا پالیسی بنوانے میں کامیاب ہیں۔ لیکن اگر مردم شماری میں شیعوں کو الگ شمار کر لیا جاتا اور سنّی و شیعہ آبادی کی الگ الگ تعداد شائع ہو جاتی تو ان سب بلند بانگ دعووں کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی۔ حالانکہ خود شیعہ نظم کے پاس اپنی آبادی کی پوری پوری تفصیلات ہوتی ہیں وہ اگر اپنے دعووں میں سچے ہیں تو تفصیل وار شیعہ آبادی کے اعداد و شمار شائع کر کے اصل حقائق کو قوم کے سامنے آنے دیں۔

پاکستان بننے سے پہلے غیر منقسم ہند میں ۱۹۴۱ء (اور اس سے پہلے ۱۹۳۱ء میں مردم شماری ہوئی مگر وہاں بھی شیعہ آبادی الگ نہیں دکھائی گئی۔ حالانکہ یہودی آبادی جو کل ۲۲ ہزار کے لگ بھگ ہے اس کی تفصیل موجود ہے انگریزوں کی عام پالیسی بھی تھی کہ مسلمانوں کو گروہ در گروہ بانٹیں۔ اس لئے اگر وہ شیعہ آبادی کو الگ دکھاتے تو ان کی عام پالیسی کے مطابق ہوتا لیکن چونکہ انگریزوں کے ہاں ایک مراعات یافتہ طبقہ تھا اور یہ مراعات ان کی آبادی کے تناسب سے بہت زیادہ تھیں اس لئے لازماً شیعوں کے حق میں یہی تھا کہ وہ اپنی آبادی کی کمی کے راز کو ظاہر نہ ہونے دیں اور انگریزوں پر اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کر کے بعد کی مردم شماریوں میں اپنی علیحدہ تعداد نہ آنے دیں۔ کیونکہ ۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں اصل حقیقت سامنے آچکی تھی۔

## ۲۔ ۱۹۲۱ء کی مردم شماری

غیر منقسم ہند کی ۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں شیعہ آبادی کی صوبہ وار تفصیل دی ہوئی ہے جس کو بنیاد بنا کر ہم مندرجہ ذیل حقائق کی مدد سے موجودہ آبادی کا تجزیہ با آسانی لگا سکتے ہیں۔

۱۔ ہندوستان کی عام آبادی کا شرح اضافہ کیا رہا ہے۔ ۲۔ وہ گروہ جس کا کہ شیعہ خود ہیں یعنی مسلمانوں کی آبادی میں شرح اضافہ کیا جا رہا ہے۔ ۳۔ غیر منقسم ہند کے وہ کون سے علاقے ہیں جن کی آبادی سے موجودہ پاکستان کی آبادی کا تعلق ہے۔ تاکہ ہمارے تخمینے میں ۱۹۴۷ء کی ہجرت کے جو اثرات ہوئے وہ بھی ملحوظ ہو جائیں۔ ۴۔ مندرجہ بالا کے علاوہ ہمیں اس حقیقت کو بھی ملحوظ رکھنا ہے کہ چونکہ ہمارا مسئلہ ایک مذہبی گروہ سے وابستہ ہے اس لئے اس گروہ میں تبدیلی مذہب سے کوئی فرق ہوا ہے یا نہیں یعنی ان کی تبلیغی مساعی سے ان کے گروہ میں اضافہ ہوا ہے یا اس گروہ میں ترکِ مذہب سے کمی ہوئی ہے۔

جدول الف - ۱۹۲۱ء میں ہندوستان میں صوبہ وار شیعہ آبادی

| نمبر شمار | صوبہ (غیر منقسم ہند) | شیعہ آبادی | حوالہ: مردم شماری رپورٹ ۱۹۲۱ء | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | جلد نمبر | شمارہ | ضمیمہ | صفحہ |
| ۱ | بلوچستان | ۳۰۴۳۹ | ۴ | ۱ | - | ۴۸ |
| ۲ | سرحد | ۸۰۲۰۰ | ۴ | ۱ | - | ۸۷ تا ۸۴ |
| ۳ | پنجاب و دہلی | ۱۵۹۳۵۱ | ۱۵ | ۱ | - | ۱۷۶ |
| ۴ | بمبئی و سندھ | ۱۴۴۴۲۷ | ۸ | ۱ | ت | ۱۶ |
| ۵ | یوپی | ۱۷۱۵۲۳ | - | - | - | - |
| ۶ | آسام | ۴۳۴ | ۳ | ۱ | - | ۵۳ |
| ۷ | بنگال | ۲۵۰۰۰ | ۵ | ۱ | - | ۱۶۱ |
| ۸ | سی پی و بہار | ۱۱۶۴۲ | ۱۱ | ۲ | - | ۳۵ |
| ۹ | مدراس | ۵۲۱۱۴ | ۱۳ | ۱ | - | ۵۹ |

صوبہ متحدہ کی ۱۹۱۱ء کی شیعہ آبادی کی بنا پر ۱۹۲۱ء کی آبادی کا تخمینہ

نوٹ۔ ۱۹۱۱ء سے لے کر ۱۹۲۱ء تک کل آبادی میں اضافہ برائے نام ہوا ہے۔ جس کی وجہ وبائی امراض وغیرہ ہیں۔

(حوالہ مردم شماری رپورٹ ۱۹۱۱ء ج ۱۵ حصہ اول صفحہ ۱۵۸)

## ۳۔ متعلقہ صوبہ تشکیل پاکستان

غیر منقسم ہند کے وہ صوبے جو اب کلی یا جزوی طور پر پاکستان میں شامل ہیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ بلوچستان اور سرحد کلی طور پر (۲) صوبہ پنجاب و دہلی میں سے صرف مغربی پنجاب۔ ۳۔ صوبہ بمبئی و سندھ میں سے صرف سندھ متعلقہ صوبوں کی کل آبادی (۱۹۲۱ء)

بلوچستان ۳۰۴۳۹ سرحد ۸۰۲۰۰

پنجاب بشمول دہلی ۱۵۹۳۵۱

بمبئی بشمول سندھ ۱۴۴۴۲۷

۴۸۷۷۱۷

## ۴۔ پاکستان سے متعلقہ آبادی

اگر ۱۹۴۷ء کی طرح نقل مکانی ۱۹۲۱ء میں ہوئی ہوتی تو پاکستان میں شیعہ آبادی تقریباً حسب ذیل ہوتی۔

| | |
|---|---|
| ۱۔ صوبہ بلوچستان کی پوری آبادی | ۳۷۲۹ |
| ۲۔ صوبہ سرحد کی پوری آبادی | ۸۰۲۰۰ |
| ۳۔ پنجاب، دہلی (اگر یہ بھی تصور کر لیا جائے کہ مشرقی پنجاب و دہلی سے پوری آبادی نے ہجرت کی۔ حالاں کہ ۱۹۵۱ء میں دہلی میں ایک لاکھ یعنی تقسیم سے پہلے کے نصف مسلمان وہیں تھے اور مشرقی پنجاب میں بھی دو لاکھ مسلمان تھے) (حوالہ ۱۔ صفحہ ۶۸) | ۲۵۹۳۵۱ |
| ۴۔ بمبئی اور سندھ میں کل آبادی کے اعداد و شمار اس طرح ہیں کہ بمبئی کی آبادی جب ۲ کروڑ ۰ لاکھ تھی تو سندھ کی آبادی ۴۶ لاکھ تھی (حوالہ ۲۔ صفحہ ۲۱) اس طرح اگر ۱۹۲۱ء کے صوبہ بمبئی و سندھ میں شیعہ آبادی اسی تناسب سے تقسیم کردیں تو سندھ کی شیعہ آبادی ۱۹۲۱ء میں بنتی ہے۔ | ۳۲۰۰۰ |
| بمبئی سے ہجرت برائے نام ہوئی ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ ۱۹۵۱ء میں بھی مسلم آبادی وہاں ۲۹ لاکھ کے قریب ہے مگر ہم وہاں سے بھی ۱۰٪ ہجرت تصور کریں تو بھی تعداد بنتی ہے۔ | ۲۲۰۰۰ |
| ۵۔ مغربی یوپی سے بھی برائے نام ہجرت ہوئی ہے (میرٹھ اور روہیل کھنڈ ڈویژن سے تقریباً ۲ فیصد مسلم آبادی نے ہجرت کی ہے) کیونکہ ۱۹۵۱ء میں یوپی میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً ۹۲ لاکھ ہے یعنی ۱۴٪ (حوالہ ۱۔ صفحہ ۶۰) بہرحال شیعہ حضرات کے لئے یہ تصور کر لیتے ہیں کہ ۲۰٪ آبادی نے ہجرت کی تو بھی چونکہ شیعہ آبادی میرٹھ اور روہیل کھنڈ میں کل ۴۸ ہزار تھی (یوپی میں ۱۹۲۱ء کے لئے ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق تخمینہ) اس لئے وہاں سے ہجرت کرنے والی آبادی صرف ۹۶۰۰ بنتی ہے یعنی تقریباً ............ | ۱۰۰۰۰ |
| اگر لکھنؤ وغیرہ سے بھی کچھ ہجرت تصور کرلیں تو مزید ............ | ۵۰۰۰ |
| اس لئے ۱۹۲۱ء کی کل متعلقہ (شیعہ) آبادی | ۴۱۲۲۹۰ |

## ۶۔ موجودہ آبادی

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ۱۹۲۱ء کی متعلقہ آبادی آج کے گنا ہو چکی ہے۔ ہمارے پاس جو مواد ہے اور جس سے ہم مدد لے سکتے ہیں وہ پاکستان بننے کے بعد کی مردم شماری رپورٹس ہیں یعنی ۱۹۵۱ء اور اس کے بعد کی رپورٹیں جس سے پاکستان کی آبادی کا شرح اضافہ معلوم کرنا ہے مگر ۱۹۲۱ء سے لے کر ۱۹۵۱ء کے عرصہ کے لئے صرف غیر منقسم ہند کے اعداد و شمار سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

جدول ب - ۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۲ء تک کل آبادی کا شرح اضافہ

| ۱ | سن | ۱۹۰۱ | ۱۹۱۱ | ۱۹۲۱ | ۱۹۳۱ | ۱۹۴۱ | ۱۹۵۱ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲ | کل ہند کی آبادی ہزاروں میں | ۲۸۳۸۶۷ | ۳۰۳۰۰۴ | ۳۰۵۷۲۶ | ۳۳۷۶۷۵ | ۳۸۸۹۹۸ | ۴۳۲۸۴۲ |
| ۳ | ایک مردم شماری کا پچھلے عشرہ سے تناسب | - | ۱٫۰۶۷ | ۱٫۰۰۹ | ۱٫۱۰۶ | ۱٫۱۵۰ | ۱٫۱۱۳ |
| ۴ | ۵۱ اور ۲۱ کا تناسب | - | | - | - | - | ۱٫۴۱۵ |

حوالہ برائے آبادی ۱۹۰۱ء تا ۱۹۴۱ء (۲ صفحہ ۱۶۹)

" " ۱۹۵۱ء (برائے پاکستان ۳ صفحہ ۴ برائے ہند ا صفحہ ۶۵)

جدول ت - ۱۹۰۱ سے ۱۹۵۱ برصغیر کی مسلم آبادی کا شرح اضافہ

| ۱ | سن | ۱۹۰۱ | ۱۹۱۱ | ۱۹۲۱ | ۱۹۳۱ | ۱۹۴۱ | ۱۹۵۱ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲ | کل ہند مسلمانوں کی آبادی ہزاروں میں | ۶۲۱۱۸ | ۶۶۸۳۵ | ۷۱۰۰۵ | ۷۹۳۰۵ | ۹۴۴۴۶ | ۱۰۲۱۴۰ |
| ۳ | ایک مردم شماری کا پچھلے عشرہ سے تناسب | - | ۱٫۰۹۳ | ۱٫۰۷۴ | ۱٫۱۱۷ | ۱٫۱۹۱ | ۱٫۰۸۱۵ |
| ۴ | ۵۱ اور ۲۱ کا تناسب | - | - | - | - | - | ۱٫۴۳۸ |

حوالہ برائے آبادی ۱۹۰۱ تا ۱۹۴۱ (۲ صفحہ ۱۶۹)

" " ۱۹۵۱ (۱ صفحہ ۶۵ اور ۳ صفحہ ۷)

## ۷ - ۱۹۵۱ء میں شیعہ آبادی کا تخمینہ

۱۹۲۱ء کی متعلقہ آبادی ——— ۴۱۲۲۹۰

۱۹۵۱ کی آبادی شرح اضافہ ۱٫۴۱۵ ۴۱۲۲۹۰ × ۱٫۴۱۵ = ۵۸۳۳۹۰ (مطابق جدول ب

۱۹۵۱ کی آبادی شرح اضافہ ۱٫۴۳۸ ۴۱۲۲۹۰ × ۴۳۸ = ۵۹۲۸۷۳ (مطابق جدول ت)

ہم ۱۹۵۱ء میں وہ ہی شیعہ آبادی تسلیم کئے لیتے ہیں جو شیعوں کے حق میں ہے یعنی ۵۹۲۸۷۳

## ۸ - موجودہ شیعہ آبادی

۱۹۷۲ء میں پاکستان کی آبادی (مردم شماری کے مطابق ۶۴۸۹۲٫۰۰۰

۱۹۷۶ء کے لئے اقوام متحدہ کا تخمینہ ۷۲۴۰۰٫۰۰۰

(حوالہ ۴ صفحہ ۹۱۷)

جنوری ۱۹۷۲ء سے جون ۱۹۷۶ء تک (۴½ سال) کا سالانہ شرح اضافہ ۲٫۴۶۳

جون ۱۹۷۹ء میں پاکستان کی آبادی کا تخمینہ ۷۷۸۸۲٫۰۰۰

موجودہ آبادی کا ۱۹۵۱ کی آبادی سے تناسب ۲٫۳۰۴

موجودہ شیعہ آبادی = ۲٫۳۰۴ × ۵۹۲۸۷۳ = ۱۳۶۵۹۷۳

(کل موجودہ آبادی کا فی صد ۱٫۷۵)

۱۹۲۱ کی شیعہ آبادی کے اعداد و شمار اور اس وقت سے لے کر بعد کی شرح اضافہ کی بنیاد پر موجودہ شیعہ آبادی کا تخمینہ پیش کر دیا گیا — اس کے بعد ہمیں صرف یہ دیکھنا باقی رہ گیا کہ شیعہ آبادی پر تبدیلِ مذہب سے تو کوئی فرق نہیں پڑا ہے یعنی غیر شیعہ نے شیعیت قبول کر کے شیعوں کی تعداد میں اضافہ کیا ہے — یا — شیعوں نے ترکِ مذہب سے شیعوں کی تعداد میں کمی کی ہے۔ آیئے ہر دو امکانات پر ایک نظر ڈال لیتے ہیں۔

## غیر شیعوں کا شیعیت قبول کرنا

اس امکانی شق کے لئے ضروری ہے کہ جس گروہ میں اضافہ ہو وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کرتا ہو (قطع نظر اس کے کہ اس مذہب میں جاذبیت ہو یا نہ ہو) یہ شرط اولین ہے مگر شیعیت میں تبلیغ منع ہے۔ جیسا کہ حسب ذیل حوالہ سے ظاہر ہے۔

"فضل بن یسار سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے کہا۔ ہم لوگوں کو امر امامت کی طرف بلائیں؟ فرمایا نہیں اے فضل جب خدا کسی بندہ سے نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتہ کو حکم دیتا ہے۔ وہ اس کی گردن پکڑ کر اس امر کی طرف متوجہ کر دیتا ہے چاہے وہ شخص خوش ہو یا ناخوش"

مندرجہ بالا حکم امام کی مترجم نے جو توضیح پیش کی ہے حسب ذیل ہے۔

توضیح "چونکہ ہر زمانہ میں حکومتیں ہمارے ائمہ کے خلاف رہیں۔ لہذا انہوں نے مومنین کو کھلم کھلا امامت کی طرف بلانے سے روکا۔ اور اس معاملہ کو توفیق الٰہی کے سپرد کیا" (الشافی ترجمہ اصول کافی ج ۱ ص ۱۸۸)

مندرجہ بالا حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ براہ راست تبلیغ شیعیت میں نہیں اور جب تبلیغ نہیں تو اشاعت مذہب کس طرح ممکن ہے؟ یہ حقیقت بالواسطہ مندرجہ ذیل اعداد و شمار سے بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔

## دینی مدارس کے اعداد و شمار اور شیعہ آبادی

"تمام دینی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے علماء دین کی ضرورت رہتی ہے مثلاً بحیثیت مدرس۔ بحیثیت ائمہ مساجد بحیثیت واعظین و ذاکرین، برائے نکاح و میت وغیرہ۔ ان سب کاموں کے لئے علماء کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ ضرورت دینی مدارس ہی پورا کرتے ہیں۔ جہاں علماء تیار ہوتے ہیں۔ چنانچہ دینی مدارس اور ان میں طلباء کی تعداد کا آبادی سے گہرا رشتہ ہونا لازمی ہے اور یہ نسبت۔ کوئی وجہ نہیں کہ شیعوں کی عام مسلمانوں سے مختلف ہو۔

لہذا جو نسبت دینی مدارس کے لئے کل طلباء کی کل مسلم آبادی سے ہے وہی نسبت کل طلباء کی مسلم آبادی سے ہے وہی نسبت کل شیعہ طلباء کی ان کی آبادی سے ہونی چاہئے۔

آیئے اب مندرجہ ذیل اعداد و شمار دیکھتے ہیں۔

جدول ث ۔ دینی مدارس کے اعداد و شمار

| صوبہ | کل مدارس | کل شیعہ مدارس | شیعہ مدارس کل کا فیصد | کل طلبا | کل شیعہ طلبا | شیعہ طلبا، کل کا فی صد |
|---|---|---|---|---|---|---|
| پنجاب | ۵۸۰ | ۱۳ | ۲.۲۴ | ۲۹۰۹۵ | ۴۴۲ | ۱.۵۲ |
| سرحد | ۱۴۹ | ۱ | ۰.۶۷ | ۹۵۰۶ | ۳۱ | ۰.۳۲ |
| سندھ | ۱۲۰ | ۱ | ۰.۸۳ | ۵۴۳۰ | ۳۵ | ۰.۶۵ |
| بلوچستان | ۴۴ | - | - | ۱۲۰۷ | - | - |
| کل پاکستان | ۸۹۳ | ۱۵ | ۱.۶۸ | ۴۵۲۳۸ | ۵۰۸ | ۱.۱۲ |

(حوالہ ۵۔ صفحہ بالمقابل ۱۷۔ بالمقابل ۳۶۹۔ بالمقابل ۴۷۵۔ بالمقابل ۵۶۵ اور شیعہ مدارس کے اعداد و شمار کے لئے دیکھو صفحہ ۳۱، ۳۲، ۱۱۶، ۱۳۳، ۱۴۸، ۱۸۳، ۱۹۰، ۱۹۵، ۱۹۷، ۲۶۷، ۲۶۸، ۳۰۴، ۳۶۳، ۴۳۱، ۴۹۰

مندرجہ بالا دینی مدارس کے اعداد و شمار بالکل اس تخمینہ کے مطابق ہیں جو ۱۹۲۱ء کی مردم شماری وغیرہ سے ظاہر ہوتے ہیں طلبا کی نسبت سے آبادی ۱.۱۲ فی صد ظاہر ہوتی ہے جو ۱.۷۵ (یعنی ۳/۴ ۱ فیصد) سے کم ہے جس کی وجہ ایک تو لازماً یہ ہے کہ ۱۹۲۱ کی مردم شماری میں شیعہ سے مراد تمام شیعہ فرقے ہیں۔ یعنی شیعہ اثنا عشری۔ شیعہ اسماعیلی اور شیعہ بوہری مگر دینی مدارس کے جائزے ہیں جو اعداد و شمار ہیں وہ صرف شیعہ اثنا عشری کے ہیں بہرحال نتیجہ صاف ہے کہ شیعہ آبادی پاکستان میں کل آبادی کا زیادہ سے زیادہ ۱.۷۵٪ ہے۔ (یعنی پونے دو فیصد)

حوالہ جات :۔ مندرجہ ذیل کتب حوالہ ان کے علاوہ ہیں جنکی تفصیل اصل مضمون میں آچکی ہے۔

1. Binani, G.D. & T.V. Rawa Rao, India at a glance, Longmans, Calcutta. 1954.
2. Davis Kingsley, The population of India & Pakistan, printeton New Jersey, 1951.
3. 25 years of Pakistanin statistios, central statistical office, Economic Affairs Division Govt: of Pakistan, 1972.
4. Whitaker's Almanack 1977, J. Whitaker & Sons Ltd: London 1976.

# روس کے سامراجی ہتھکنڈے
اور
# جہادِ افغانستان

تلخیص - ادارہ

بجناب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"جو شخص اپنی زندگی میں جہاد کا خیال تک نہ لاتے۔ اور مر جائے تو اس کی موت ایک لحاظ سے منافق کی موت ہوگی"

ہمسایہ ملک افغانستان میں سرخ سامراج جو خونی ڈرامہ کافی عرصہ سے دنیا کو دکھا رہا ہے اس سے اہلِ اسلام لاتعلق نہیں رہ سکتے۔ بلکہ روس جس ننگی جارحیت اور درندگی کا مظاہرہ کر رہا ہے اس کے اثرات اگر پورے نوعِ انسان اور پورے کرۂ ارض کو اپنی لپیٹ میں لے لیں تو کچھ بعید نہیں کیونکہ یہ سب کچھ مسلمانوں کے خلاف صیہونیت اور اشتراکیت کے مذموم اتحاد کی ایک کڑی ہے۔ ۱۷۰۰ میں اس کی منصوبہ بندی ہو چکی تھی۔ ۱۸۲۶ سے ہی زار روس جو توسیع پسندی کے مرض میں مبتلا تھا۔ ترکمان کی مسلمان ریاستوں کو اپنی ہوس و آز کا نشانہ بناتا رہا۔

۱۸۲۰ کے زار روس جارجیا میں بمعہ لاؤ لشکر داخل ہو گیا۔ ۱۸۳۴ میں قفقاز پر روس کا تسلط ہو گیا۔

۱۸۹۵ میں پامیر پر قبضہ ہوا۔ انسان کا خون قطب شمالی کے سفید ریچھ کے منہ لگ گیا تو اس کی بھوک اور شکم پری کا کوئی حساب نہ رہا۔ چغتائی کا پایۂ تخت گیا۔ ترکوں کی جنم بھومی گئی۔ طغرل خان کا ماچورہ گیا۔ چنگیز خان کا صحرا گیا۔ قراقرم کی وادیاں گئیں۔ تاشقند کی خواتین کی راجدھانی گئی۔ امیر تیمور گورگان کا سمرقند گیا۔ الغ بیگ کا بلخ سفید ریچھ چبا کر کھا گیا۔ کشلوک، خاقان، زرین خیل، استراخان کے ترکمان اور برلاس قبیلہ کے سردار شیبانی خان کے ازبک سوار۔ غضب خدا کا ترک اور مغل مسلمانوں کی سات طاقتور سلطنتیں ایک صدی کے اندر سفید ریچھ کی جوع الارض اور درندگی کی بھینٹ چڑھ گئیں۔

۱۹۲۸ تک تمام دینی مکتب، مدرسے، شرعی عدالتیں، اوقاف اور مذہبی ادارے بند کر دئیے گئے۔ حج پر جانے اور زکوٰۃ جمع کرنے اور تقسیم کرنے پر پابندی لگا دی گئی۔ سینکڑوں علماء کو قید اور ہزاروں کو قتل کر دیا گیا۔ خوبصورت اور عالی مساجد کو عجائب خانوں میں تبدیل کیا جا چکا ہے۔

جب اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی عالم اسلام کا ضمیر بیدار نہ ہوا تو سفید ریچھ نے ایک اور جست لگائی اور افغانستان کو دبوچ کر وہاں برہنہ جارحیت کا مظاہرہ کیا۔ افغانستان میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا بے دریغ قتلِ عام جاری ہے۔ بستیوں کی بستیاں صفحۂ ہستی سے مٹا دی گئیں۔ بے بس عوام پر زہریلی گیس اور نیپام بم برسائے

جا رہے ہیں۔ اس قدر کمینگی کا مظاہرہ ہٹلر نے اس وقت بھی نہیں کیا تھا جب وہ شکست کھا رہا تھا۔

روسی کمیونزم در پردہ صیہونیت کا دوسرا نام ہے اس کے بانی کارل مارکس، لینن، سٹالن، خروشیف، اور برزنیف سب یہودی ہیں۔ اگر خدانخواستہ ان یہودی درندوں کے عزائم کو پسپا نہ کیا گیا تو پاکستان، ایران اور ان کے بعد جبستہ جستہ تیل کی تمام مسلمان ریاستیں مشرق وسطیٰ اور افریقہ کے عرب مسلم اقوام کی بھی خیر نہیں۔

فلسطین اور افغانستان ایک مسئلہ کے دو نمایاں حصے ہیں۔ اسرائیلی لیڈر مسز گولڈا میئر، بیگن، موشے دایان اور دیگر سرکردہ اسرائیلی لیڈر سب روسی نژاد ہیں۔ اشتراکیت کا عفریت اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ ہر مسلم ملک میں دخل اندازی کا وسیع منصوبہ بنا چکا ہے۔

۱۶ مارچ ۱۹۸۲ کو اخبارات میں ایک خبر شائع ہوئی تھی کہ "روس نے پاکستان کو دھمکی دی ہے کہ اس نے کابل کی ببرک کارمل حکومت سے تعلقات بہتر نہ بنائے تو کراچی سٹیل ملز اور گدو کے بجلی گھر کی دیکھ بھال کا کام روس معطل کر دے گا۔"

یہ بات ہانگ کانگ کے ہفت روزہ "فار ایسٹرن اکنامک ریویو" نے باخبر ذرائع کے حوالہ سے بتائی ہے مکتوب نگار جان فلرٹن نے مزید لکھا ہے کہ :-

ماسکو پاکستان میں تخریب کاری کی حوصلہ افزائی میں سرگرم ہے پانچ سو مری بلوچ اشتراکی کارمل حکومت کی زیر سرپرستی قندھار اور لشکرگاہ میں تخریب کاری کی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ مزدور کسان پارٹی کے ارکان میں دولت تقسیم کی جا رہی ہے اس کے کارکنوں کو تربیت کے دوران چھ ہزار افغانی ماہوار (چار سو امریکی ڈالر) دئے جا رہے ہیں۔ تربیت کے بعد پاکستان میں تخریب کاری کے کردار کے معاوضہ میں ۳ ہزار افغانی ماہوار دئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ حال ہی میں روس کے تربیت یافتہ انٹیلی جنس افسران کو ایران اور پاکستان میں یہ کام تفویض کیا گیا ہے کہ افغان مہاجرین کے لئے مشکلات پیدا کریں۔"

افغانستان کے خونی سوشلسٹ انقلاب کے بعد افغان مجاہدین جس بہادری اور استقامت کے ساتھ اپنے قدیمی اور آزاد ملک کی خودمختاری اور اسلامی تشخص کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں وہ نہ صرف تاریخ حریت کا ایک نیا اور درخشاں باب ہے بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے بیداری اور جارحیت کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہونے کا ایک زبردست چیلنج ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ افغانستان میں حق و باطل کی جنگ ہو رہی ہے۔ مادی ساز و سامان کی فراوانی، جدید ترین اسلحہ اور بپھری ہوئی طاغوتی طاقتوں نے افغانستان کی غیرت ایمانی کو للکارا۔ اور وہ غازیانہ عزم لے کر میدان جدال و قتال میں اتر آئے۔ افغانستان کے حالیہ جہاد آزادی میں ایسے واقعات بھی کثرت سے رونما ہو رہے ہیں کہ والدین اپنے جوان

بیٹوں کو جو ملحد اور کمیونسٹ بن چکے ہیں اپنے ہاتھ سے موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں عورتیں اپنے خاوندوں سے لاتعلق ہو رہی ہیں اور بھائی اپنے سگے بھائیوں کو ختم کرنے سے دریغ نہیں کرتے جب وہ مجاہدوں کے خلاف کارمل فوجیوں یا روسیوں کا ساتھ دیتے ہیں۔

اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے سب سے پہلے ملت افاغنہ بڑی سج دھج کے ساتھ مقتل میں داد شجاعت دے رہی ہے خدا کرے کہ اس سے ملت اسلامیہ کی چشم دل وا ہو جائے۔

اسلامیان عالم کے ارباب بصیرت کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ اب دلق و تسبیح اور سجادہ کا وقت نہیں۔ فرعون اور نمرود سے بدتر قوتیں اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے میدان کارزار میں اتر چکی ہیں۔ ایسے حالات میں جہاد بالسیف مسلمانانِ عالم کا فرض ہے۔ اشتراکی روس سات مسلم ریاستوں کو اپنی یونین میں ضم کرنے کے بعد اب افغانستان کو U.S.S.R یعنی اشتراکی سوویت روس کی ایک ریاست بنانے کی تیاریاں کر رہا ہے اس کے بعد اس کے جو ارادے ہیں وہ اقوام عالم پر آشکارا ہیں۔ ان حالات میں مسلمانانِ عالم کے لئے اسلام کے جھنڈے تلے متحد ہو کر باطل قوتوں کو للکارنے کے سوا کوئی راہ نجات نہیں۔

روسی ترکستان میں امام شاملؒ روسی جبر و استبداد سے انیسویں صدی میں نبرد آزما رہے۔ دو لاکھ تربیت یافتہ اور جدید اسلحہ سے مسلح فوج مٹھی بھر مجاہدین کے ساتھ تین محاذوں پر لڑ رہی تھی۔ امام شاملؒ اور ان کے مجاہد رفقاء نے روسی قوت کا ناک میں دم کر دیا تھا۔ بالآخر روس غالب ہوا۔ مجاہدین کی ناکامی کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ پورا اہل اسلام گہری نیند سو رہا تھا۔ اسلام کے نام پر کسی مسلمان حکومت نے ترکستان کے مجاہدین کی امداد نہ کی۔

آج وہی روس افغانستان میں بربریت اور انسانیت سوز مظالم کی داستان دہرا رہا ہے لیکن عالم اسلام سرد مہری، بے نیازی اور لاتعلقی کا مظاہرہ کر کے غفلت کی نیند سو رہا ہے۔


## اکوڑہ خٹک میں دینی و علمی کتب کا مرکز

اہل علم دینی حلقوں کے طلبہ علوم دینیہ کے مرکز اکوڑہ خٹک میں ایک مرکزی کتب خانہ کی ضرورت تھی، جو شائقین کو ہر قسم کی علمی، دینی کتابیں مناسب نرخ پر مہیا کر سکے۔ دار الکتب العلمیہ کا قیام اس مقصد کیلئے ایک اہم قدم ہے۔ مناسب رعایتی نرخوں پر ہر قسم کی درسی و غیر درسی علمی و دینی کتب مہیا کرنے والا یہ واحد ادارہ آپ کا منتظر ہے۔

دار الکتب العلمیہ ــ نزد چونگی نمبر ۲ ــ اکوڑہ خٹک

# کوٹیشن برائے فراہمی کانٹا دار تار

زیر دستخطی کو تیرہ میٹرک ٹن کانٹا دار تار ( GALVANIZED ) بارہ گیج دو پلائی پانچ انچ فاصلہ پر کانٹا کی فراہمی کیلئے سر بمہر کوٹیشن مورخہ ۵ر اکتوبر ۱۹۸۳ء بوقت دس بجے صبح تک مطلوب ہیں جو کہ وقت مقررہ پر زیر دستخطی کے دفتر واقع امانکوٹ مینگورہ میں موجود حضرات کے سامنے کھولے جائیں گے۔

کوٹیشن بذریعہ ڈاک بھیجنے کے علاوہ تاریخ مقررہ پر زیر دستخطی کے دفتر میں رکھے ہوئے بکس میں بھی ڈالے جا سکتے ہیں۔

## شرائط کوٹیشن

۱۔ نرخ بحساب فی میٹرک ٹن دینے ہوں گے جس میں لکڑی کے بغیر اور لکڑی کے ساتھ دونوں نرخ واضح ہونے چاہئیں۔
۲۔ نرخ کے ہمراہ کانٹا دار تار کے نمونے پیش کرنے ہوں گے۔
۳۔ کسی بھی کوٹیشن کو آفیسر مجاز وجہ بتائے بغیر مسترد کر سکتا ہے۔
۴۔ تعداد بالا میں کمی بیشی ممکن ہے۔
۵۔ کوٹیشن کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپیہ کا کال ڈیپازٹ پیش کرنا ہوگا۔ کال ڈیپازٹ کے بغیر کوٹیشن پر کوئی غور نہیں کیا جائے گا۔
۶۔ کوٹیشن کی منظوری کے سات دن کے اندر اندر مال فراہم کرنا ہوگا۔

مہتمم جنگلات

سوات فارسٹ ڈویژن مینگورہ

INF (P) 2153

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ

# سائنس اور مذہب کی حقیقت

**سائنس کے آثار** ایک عرصہ میں دنیا میں خلائی فتوحات کا غلغلہ ہے اور حالیہ تجربات نے یہ چیز ثابت کر دی ہے کہ حضرت انسان واقعی بڑی چیز ہے لیکن مذہب و سائنس کے دائرہ کار اور حدود سے لاعلمی طبیعاتی علوم میں ناپختگی اور مذہب سے دوری یا کم علمی کی وجہ سے بہت سے مسلمان احساس کمتری مرعوبیت اور شکوک و شبہات کا شکار ہو چکے ہیں اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ اصولی طور پر یہ عرض کر دیا جائے کہ سائنس اور مذہب کی حقیقت کیا ہے اور ان کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ سائنس اور اسلام آپس میں نہ تو ایک دوسرے کی ضد ہیں جیسا کہ بدقسمتی سے بعض حلقوں میں یہ تصور موجود ہے اور نہ ہی سائنس الحاد کے مترادف ہے جیسا کہ ایک دوسرا طبقہ اس کا قائل ہے بلکہ بقول ایک محقق مشرقی عالم "سائنس اور اسلام میں وسیلہ اور مقصود کی نسبت ہے"۔ جیسے بدن روح کے لئے وسیلہ عمل ہے ایسے ہی سائنس اصولی طور پر اسلامی کارناموں کے لئے "ایک وسیلہ ذریعہ اور ڈھانچہ ہے"۔ اور اگر ہم ذرا گہری نظر سے سائنس کے موضوع کو سمجھ لیں تو دعویٰ خود بخود ثابت ہو جائے گا اس لئے اولاً سائنس کے موضوع پر گفتگو کی جاتی ہے۔ آج کے دور ترقی میں جب تمدنی ایجادات و مادیات کے لئے نئے نئے انکشافات کا چرچا ہوتا ہے تو طور تکملہ سائنس کا ذکر بھی ساتھ ہی ہوتا ہے مثلاً وسائل خبر رسانی کے سلسلہ میں ٹیلیفون۔ ٹیلیگراف۔ ریڈیو لاسلکی ٹیلیویژن اور ایسے ہی دوسرے برقی آلات کا ذکر ہوتا ہے تو ساتھ ہی یہ کہا جاتا ہے کہ یہ سائنس کے سنہری اصول ہیں وسائل نقل و حرکت کے سلسلہ میں ریل۔ موٹر اور ہوائی جہاز وغیرہ یا دوپا سواریوں کا تذکرہ ہوتا ہے تو ساتھ ہی یہ کہا جاتا ہے کہ یہ سب سائنس کا طفیل ہے۔ یا مثلاً صنائع و حرف کے سلسلہ میں لوہے، لکڑی کے خوشنما اور عجیب و غریب سامان تعمیر کے نئے نئے ڈیزائن اور نمونے سیمنٹ اور اس کے ڈھلاؤ کی نئی نئی ترکیبیں، اور انجینئری کے نئے سے نئے اختراعات جب سامنے آتے ہیں تو سائنس کا نظر فریب چہرہ بھی سامنے کر دیا جاتا ہے کہ یہ سب اسی کے خم و ابرو کی کارگذاریاں ہیں۔ اسی طرح نباتاتی لائن میں زراعتی ترقیات۔ پھل پھول کی افزائش کے جدید

طریقے اور نباتات کے جدید آثار و خواص کے متعلق انکشافات کا جب نام لیا جاتا ہے۔ تو وہیں سائنس کا نام بھی پورے احترام کے ساتھ زبانوں پر آجاتا ہے۔ اسی طرح حیوانی سائنس میں مختلف تاثرات پہنچانے کے ترقی یافتہ وسائل اپریشنوں کی عجیب و غریب پھرتیلی صورتیں۔ کیمیاوی طریق فن پر دوا سازی کی حیرت انگیز ترقی تحلیل و ترکیب کی محیر العقول ترکیبیں۔ بجلی کے ذریعہ معالجات کی صورتیں جب زبانوں پر آتی ہیں تو ساتھ ہی انتہائی و نعت کے ساتھ نام بھی زبان پر ہوتا ہے کہ یہ سب اسی کے درخشاں آثار ہیں۔

**طاقتوں کا منبع** | اس تفصیل سے انسان کی ناقص عقل اس نتیجہ پر پہنچتی ہے کہ سائنس کا موضوع عمل موالید ثلاثہ جمادات نباتات اور حیوانات کے دائرے سے باہر نہیں ہے۔ پھر چونکہ ان موالید کی ترکیب عناصر اربعہ آگ پانی، مٹی اور ہوا سے ہوتی ہے۔ جو ایک مسلمہ چیز ہے اور جس پر کسی استدلال کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے گویا سائنس کا موضوع بلحاظ حقیقت عناصر اربعہ ٹھہر جاتے ہیں جس کی خاصیات اور آثار کا عملاً سمجھنا اور پھر کیمیاوی طریق پر ان کی تحلیل و ترکیب کے تجربات سے عملاً نئی نئی اشیاء کو پردہ ظہور پر لاتے رہنا سائنس کا مخصوص دائرہ علم و عمل ہو جاتا ہے۔ پس سائنس کی یہ تمام رنگ برنگ تعمیر درحقیقت انہیں چار ستونوں (عناصر اربعہ) پر کھڑی ہوئی ہیں۔

اور اگر اس ساری تفصیل کا مختصر لفظوں میں خلاصہ کیا جائے تو سائنس کا موضوع " مادہ اور اس کے عوارض ذاتیہ " سے بحث کرنا ثابت ہوگا۔ اس لحاظ سے مادیات میں جس کا زیادہ انہماک ہوگا۔ وہی سب سے بڑا سائنس داں اور ماہر سائنس کہلائے گا (واللہ اعلم)

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ سائنس کا موضوع عناصر اربعہ ہیں تو دیکھنا یہ ہے کہ ان چاروں کے خواص و آثار اور ذاتی عوارض یکساں ہیں یا نہیں ؟ ظاہر بات ہے کہ ان کے عوارض یکساں نہیں بلکہ بہت حد تک متفاوت ہیں بلکہ ان کی جوہری طاقت بھی ایک درجہ کی نہیں ہے۔ بلکہ کوئی عنصر ان میں ضعیف کوئی قوی کوئی قوی تر ہے اور یہ ضعف و قوت کا تفاوت اتفاقی نہیں بلکہ معیاری ہے۔ اور وہ معیار یہ ہے کہ ان عناصر میں سے جس میں بھی لطافت بڑھتی گئی ہے اسی قدر اس کی طاقت بھی بڑھتی گئی ہے اور طاقت کے ہی لحاظ سے غلبہ و تسلط اور شان و اقتدار ہوتی چلی گئی اس کا راز ماسوائے اس کے اور کیا ہے کہ لطافت ایک وصف کمال ہے جو کثافت کی ضد ہے اور ہر وجودی کمال کا مخزن حضرت واجب الوجود کی ذات ہے۔ اس لئے لطافتوں کا منبع بھی وہی ہے اندازہ فرمائیں اس کی طاقتوں کا تو یہ عالم ہے کہ آنکھوں سے اوجھل حواس و خیال کی حدود سے بالاتر اور ادراک و انکشاف کی حدبندیوں سے وراء الوراء ہے۔ اور اس کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ تمام جہانوں پر صرف اور صرف اپنی شہنشاہی کا نظام محکم قائم کئے ہوئے ہے۔ اس سے جس چیز میں بھی لطافت کا کوئی کرشمہ ہے وہ درحقیقت اسی کی ذات و صفات کا پرتو

ہے۔ جس کا اثر بقدر استعداد اس نے قبول کر لیا ہے۔

**لطافت کی طاقت** | اس بنا پر جس چیز میں جتنی لطافت ہوگی اتنی ہی اس میں غلبہ و اقتدار کی شان ہوگی۔
اس تفصیل کے بعد عناصر اربعہ کی ذاتی عوارض کی کیفیت ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ ان میں مٹی سب سے زیادہ کثیف ہے نہ صرف کثیف بلکہ کثافت آور بھی ہے۔ دنیا کی ہر چیز میں کثافت اور غلاظت آتی ہے تو اس مٹی سے اس کثافت کو ملاحظہ فرمانا ہو تو تجربہ کے طور پر ایک ڈھیلا اوپر پھینکیں۔ آپ کی قوت جب تک کام کرے گی۔ وہ اوپر جائے گا پھر کل شئ یرجع الیٰ اصلہ کا نظارہ ہوگا۔ یہی سبب ہے کہ خدا نے زمین کو ذلیل ہی نہیں بلکہ ذلول (ذلت کا مبالغہ فرمایا) ھو الذی جعل لکم الارض ذلولاً فامشو فی مناکبہا

البتہ زمین کا ایک حصہ پہاڑ بھی ہیں جن میں نسبتاً کچھ لطافت اور ستھرائی ہے اور پھر پتھر کی مختلف قسمیں لطافت و ستھرائی کی بنا پر جزوی طور موجود ہیں۔ یعنی مٹی پتھر پر گرے تو کچھ نہ بگڑے اور ایک پتھر منوں مٹی پر گر پڑے تو جو حشر ہوگا وہ ظاہر ہے۔ پتھر کے مقابلہ میں لوہے کو لیں ایک بالشت بھر لوہے کی کدال کے سامنے بڑی بڑی چٹانوں کی کیا حیثیت ہے؟ وہی جو بے دست و پا قیدی کی ہوتی ہے۔ اس کا سبب بھی وہی لطافت و ستھرائی ہے جو لوہے نے بمقابلہ پتھر کے زیادہ قبول کر لی ہے۔

اس کے بعد دوسرے عنصر یعنی آگ کا نمبر آتا ہے یہاں طاقتور لوہے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے آگ کے سامنے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ ذرا سی دیر لوہے کو بھٹی میں رکھو نتیجہ سامنے آجائے گا۔ اس کا راز بھی وہی طبعی اور عقلی اصول ہے۔ آگ میں لوہے سے بھی زیادہ طاقت ہے اور کثرت لطافت کثرت طاقت کے مترادف ہے۔

اس کے بعد عنصر آب ہے جس کے سامنے لوہے کو پگھلا دینے والی آگ کی کوئی حیثیت نہیں۔ ایک طرف آگ کے ترفع و اعلیٰ اور رعب و دبدبہ کو دیکھیں پھر جب قطرات آب اس پر ڈال کر اس کا تماشا کریں تو نتیجہ سامنے آجائے گا۔ چند لمحہ پہلے جو کر و فر تھا وہ راکھ کا ڈھیر بن چکا ہے ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ پانی آگ کے مقابلہ میں زیادہ لطیف ہے اور لطافت جہاں جس قدر ہوگی طاقت بھی اسی اعتبار سے موجود ہوگی۔

اس کے بعد عنصر ہوا ہے جس کی طاقت و قوت کا یہ عالم ہے کہ جب ہوا کے جھکڑ چلتے ہیں تو بڑے بڑے سمندر تہہ و بالا ہو جاتے ہیں اور اثر کا یہ عالم ہے کہ خوق و تحت کا کوئی گوشہ اور کوئی منفذ ایسا نہیں جہاں یہ جوہر لطیف نہ ہو آخر ایسا کیوں ہے؟ اس کا راز بھی اس کی لطافت اور اس کے بقدر طاقت ہے۔

**انسان کی کارکردگی** | اب اگر ان عناصر اربعہ اور ان کے تینوں موالید و جمادات نباتات حیوانات کی بے انتہا شاخوں کو ایک طرف رکھ کر حضرت انسان کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ عناصر اربعہ اس کے دست بستہ غلام ہیں۔ انسان ان پر غالب و متصرف ہے یہ سب عناصر اپنی کارگزاری میں اس کے محتاج ہیں اگر انسان کی کارکردگی الگ

الگ کر دی جاتے تو اربعہ عناصر اپنی پوری قوت و طاقت کے باوجود کوئی کام سرانجام نہیں دے سکتے۔ لوہا خود بخود پتھروں کو چل نہیں سکتا۔ آگ خود لوہے کو گرماتی اور پگھلاتی نہیں۔ پانی خود آگ بجھاتا نہیں۔ بلکہ انسان ہی ہے جو کدالیں بناتا اور پتھر توڑتا ہے۔ وہی بھٹیاں بنا کر لوہے کو تپاتا ہے۔ وہی مشکیزے اور ظروف میں پانی لاتا ہے اور چولہے ٹھنڈے کرتا ہے۔ وہی ہوا کو قید کرتا اور سیالات کو اڑاتا ہے اور انسان نہ ہو تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اور انسان ہی کی طاقتوں کا یہ عالم ہے کہ اس نے زمین کے قلب و جگر کو چیرا۔ کنوئیں بنائے۔ تہہ خانے تیار کئے ارضی معدنیات سرمہ، ہڑتال۔ سونا چاندی اور پیتل وغیرہ کے خزانے چھین لئے۔

پہاڑوں کو تراش کر بلند و بالا مکانات بنائے وتنحتون من الجبال بیوتا ان میں سڑکیں نکالیں اور دفائن زمین کا رازنہ فاش کر کے زمین کے خزانہ کو عالم کو آشکارا کر دیا۔ الغرض زمین اور اس کے ہر ذرے سے چاکروں کی سی خدمت لے رہا ہے۔

پانی کو حضرت انسان نے کس طرح رسوا کیا ہے۔ جگہ جگہ کنوئیں بنائے۔ واٹر ورکس کا انتظام کیا اور جہاں چاہا پانی لے گیا۔ ابو المیاہ سمندر اعظم جس کی کوہ پیکر موجوں کے لگاتار سلسلہ سے خشکی سے کناروں پر اس طرح حملہ آور محسوس ہوتا ہے کہ گویا ابھی کرۂ زمین کو نگل جائے گا۔ اس کا یہ حشر ہے کہ انسان کے پاؤں کے نیچے رونداجا رہا ہے اس کے جہاز اور آب دوزیں چل رہی ہیں سمندر کے خزانے اگلوائے اس کی چیزوں کو بازاروں میں رسوا کیا حتیٰ کہ سمندر کے پانی کو تحلیل کر ڈالا اس سے آگے بڑھ کر ذلیل خدمات لی جا رہی ہیں۔ نجاستوں کا دھونا۔ میلے کپڑے پاک کرنا ظروف کا صاف کرنا وغیرہ ذالک اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انسان نے پانی جیسے عنصر لطیف کو کس طرح اپنا قیدی بنا رکھا ہے۔

آگے جیسے خونخوار عنصر کو دیکھو انسان نے اس کو کس طرح اپنا مطیع کیا ہے لوہے پتھروں سے اسے نکالا۔ وہ آفتاب میں چھپی تو آتشی شیشیوں کے ذریعے اسے گرفتار کیا۔ خود اسے چھپانا چاہا تو ذرا سی دیر دیا سلائی کے سرے پر ذرا سے مصالحہ میں بند کر دیا۔ جب چاہا اسے رگڑا اور آگ نکال لی۔ جو آگ اپنے ترفع و تعلیٰ کی بنا پر سر نیچا ہی نہ کرتی تھی۔ وہ آج کس طرح انسان کی غلام و محکوم ہے۔

ہوا کی لطافت کا یہ عالم تھا کہ انسان کی لطیف ترین نگاہیں اسے پھاند سکتی تھیں۔ لیکن آخر انسان نے اڑتے پرندہ کو کھلونا بنا لیا۔ اس میں اپنے جہاز اڑائے۔ خبر رسانی کی خدمت پر مجبور کیا گویا وہ ایک چٹھی رساں ہے جو مشرق سے مغرب تک انسان کی بلا اجرت چاکری کر رہی ہے۔ انسان اسے کہیں برقی پنکھوں میں پہنچا رہا ہے۔ کہیں موٹر کے پہیوں اور سائیکل کے ٹائروں میں بند کر رکھا ہے۔ انسان کے سامنے مجبور و بے بس ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں کہ عناصر اربعہ سے کام علیحدہ علیحدہ خدمت لے کر انسان کی طبیعت قناعت کرے بلکہ انہیں آپس میں لڑا لڑا کر ایجادات

کر رہا ہے آگ پانی کے درمیان لوہے کا پردہ حائل کرکے آگ کو دھونکا دیا۔ آگ جوش میں پانی کو اڑانا چاہتی ہے پانی کھول کر آگ کو ٹھنڈا کرنا چاہتا ہے۔ لیکن انسان ان کے جوش و خروش سے اسٹیم کی طاقت پیدا کرکے انجن مشینیں چلا رہا ہے۔ پھر پانی کو پانی سے ٹکرا کر برق پیدا کر لی۔ وہ بجلی جو آن واحد میں اقلیموں کی خبر سناتی۔ اسے تانبے اور جست کے پتلے سے تار میں اس طرح باندھ کر رکھا ہے کہ باہیں زور و طاقت باہر نہیں جاسکتی۔ ذرا سا سوئچ ہے اسے دبا دو تو موجود اٹھا دو تو غائب۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ آسمان کی جہاں سوز بجلی کو بے بس کر دیا۔ بڑی بڑی بلڈنگوں پر چپٹے تار چڑھا دئے۔ ادھر یہ بجلی گری ادھر ان میں غلطاں و پیچاں ہو کر رہ گئی۔

پیٹرول جیسی سیال چیز میں آگ لگا دی اور آگ اور تیل لڑ رہے ہیں جب سے گیس پیدا ہو رہا ہے اور حضرت انسان کا جہاز اڑ رہا ہے موٹر دوڑ رہی ہے۔

الغرض ایک مشت استخواں نے ساری کائنات کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس غلط و تسلّط کا سبب کیا ہے؟ جسمانی طاقت سے تو ناممکن ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کا راز کچھ اور ہی ہو۔

اندرونی طاقت | ایک شیر نے اپنے خورد سالہ بچہ کو نصیحت کی تھی کہ انسان سے بچنا یہ بڑی چیز ہے۔ بچہ شیر اس بڑی چیز کے دیدار میں مارے مارے پھرتا تھا کہ آخر دیکھوں تو سہی وہ انسان کیا بلا ہے جس سے سلطان الصحرا بھی لرزتے ہیں کپکپاتے ہیں چلتے چلتے گھوڑے پر نظر پڑی۔ اس کی مخصوص صفات سے بچہ شیر کو انسان کا دھوکا ہوا پوچھا تو معلوم ہوا۔ گھوڑے نے کہا تو بہ بھلا میں انسان کے ہاتھ میں ایک بے بس قیدی ہوں اس سے بچنا۔ اب بچہ شیر اور گھبرایا۔ آگے بڑھنے پر اونٹ پر نظر پڑی اس کے عجیب الخلقت جسم کو دیکھ کر سوچا کہ بنی نوع انسان ہوگا۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ نہ صاحب ہم تو اس کے ادنیٰ چاکر ہیں۔ وہ جو ہماری گت بناتا ہے تو بھی اس سے بچنا۔ ذرا آگے ہاتھی پر نگاہ پڑی اس نے بھی اپنی چاکری کا اعتراف کرتے ہوئے پناہ مانگی۔ بچہ شیر حیران تھا کہ یا اللہ وہ انسان کیا بلا ہے جس سے گھوڑا اونٹ اور ہاتھی تک لرزتے ہیں۔ اسی اثناء میں ایک بڑھئی کے بچہ کو دیکھا جو ایک بڑے شہتیر کو چیر رہا تھا اور جتنا چیر چکا تھا اس میں ایک کھونٹی گاڑ رکھی تھی بچہ شیر کا یہ تصور بھی نہ ہو سکتا تھا کہ یہ انسان ہوگا لیکن معلومات کے لئے پوچھا تو پتہ چلا کہ حضرت انسان یہی ہے بچہ شیر نے کہا کہ میرا باپ اور ہاتھی گھوڑا اونٹ بڑے احمق تھے۔ اس سے ڈرتے رہے ایک جپت میں اس کا کام تمام کر دوں۔ بڑھئی کے بچہ نے سوچا برا وقت آیا کیا کیا جائے؟

اس نے بچہ کی خوب تعریف کی جس سے وہ مست سا ہو گیا پھر اس نے کہا کہ میں کمزور ہوں حسن اتفاق سے آپ جیسا قوی آگیا۔ شہتیر کی کھونٹی سرکانا چاہتا ہوں۔ آپ اس کے شگاف میں ہاتھ اندر ڈال کر ذرا تھام لیں کہ میں سرکا لوں۔ شیر نے ایک کی بجائے دونوں ہاتھ ڈال دئے۔ بڑھئی کے بچے نے کھونٹی نکال لی۔ اس کا نکلنا تھا کہ دونوں پٹ مل گئے۔ پھر بچہ شیر کا جو حشر ہوا وہ ظاہر ہے۔ شیر نادم ہوا کہ بڑوں اور تجربہ کاروں کی نصیحت کی قدر کرنی چاہئے

لیکن ساختہ ہی یہ سوچا کہ انسان حقیر اور کمزور ہے اس کا جثہ اس قابل نہیں ہاں البتہ کوئی اندرونی طاقت ہے جس سے اس نے ساری دنیا کو بے بس کر رکھا ہے۔

الغرض یہ حکایت عہد اور انسانی طاقت سامنے لانے کے لئے پیش کی گئی ہے اور مشاہدات کی رو سے ماننا پڑتا ہے کہ انسان میں ان عناصر سے کہیں زیادہ طاقت ہے جب ہی تو اس نے جہان رنگ و بو کو تہہ و بالا کر رکھا ہے اور جیسا کہ ثابت ہوگیا کہ عناصر اربعہ سے اس میں طاقت کہیں زیادہ ہے تو ماننا پڑ گیا کہ اس میں طاقت بھی زیادہ ہے کیونکہ پہلے ثابت ہوچکا ہے کہ لطافت ہی طاقت کا سرچشمہ ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ لطافت کیا ہے تو سیدھا اور آسان جواب ہے کہ روح انسانی!

روح انسانی | اور روح انسانی کی لطافت کا یہ عالم ہے کہ باوجود انسان کے رگ و پے میں سمائے ہونے کے کبھی اس کا دھکا تک انسان کو نہیں لگا۔ بلکہ کبھی سمس و لمس تک کا احساس نہیں ہوا۔ جب کہ ہوا جیسی لطیف چیز میں بھی دھکا اور لمس و مس سے بچنا محال ہے۔ روح منفعل ہے تو اتنی کہ اس کے بغیر انسانی زندگی کا تصور نہیں اور منفعل ایسی کہ کسی حاسہ کی اس تک رسائی نہ ہو۔ خود اس پر کوئی سرد و گرم نہ پہنچ سکے اس لئے وہ صرف فقط اپنے بدن پر ہی نہیں بلکہ عناصر اربعہ پر غالب آجائے تو ظاہر ہے کہ انسان میں ایسی چیز فقط روح ہی ہے کیونکہ انسان بدن و روح کا مجسمہ کا نام ہے۔ بدن مادیات کا مرکب ہے۔ وہ تو یہ کام نہیں کرسکتا۔ لہذا روح ہی باقی رہی اور یہی ہمارا دعویٰ ہے کہ انسانی غلبہ و تسلط کا راز روح ہی میں ہے۔ روح کی لطافت و حسن نورانیت ہے کا یہ عالم ہے کہ آج تک انسانی عقل اس کا ادراک نہیں کرسکی۔ اس کا فوٹو نہیں لیا جاسکا۔ اسے ہوا کی طرح کنٹرول کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں بن سکا اور ایک روح ہے کہ سب کچھ اس کے کنٹرول میں ہے۔ جہاں بھر کا فوٹو وہ لے لے، سینری وہ بنالے اور سب پر غلبہ و تسلط حاصل کرلے۔

سوال یہ ہے کہ روح ہے کیا؟ پیغمبر علیہ السلام سے سوال ہوا۔ آپؐ نے من جانب اللہ جواب دیا۔ الروح من امر ربی۔ اور اس امر ربی کو رب کائنات سے عجیب مماثلت ہے۔ مثلاً حق تعالیٰ غیر مرئی طریق پر تمام عالم کا قیوم و مدبر ہے تو اسی طرح روح کائنات بدن کی قیوم و مربی ہے پھر جس طرح انوارِ باری تعالیٰ کائنات کے ذرہ ذرہ میں آشکارا ہیں اور ہر ہر خطہ و حیز میں اس کی مناسبت سے کام لے رہے ہیں۔ اور اس ظہور تام کے باوجود آج تک کسی نے انہیں دیکھا نہیں۔ اسی طرح انوارِ روح کائناتِ بدن کے ہر عضو میں اس طرح پھیلے ہوئے ہیں کہ ہر عضو سے مناسب کام لے رہے ہیں۔ اور اس ظہور تام کے باوجود آج تک کسی نے انہیں نہیں دیکھا اسی طرح روح کے انوار کام ہر عضو میں کررہے ہیں نظر نہیں آتے ؎

بے حجابی یہ کہ ہر ذرہ سے جلوہ آشکار — اس پہ گھونگھٹ یہ کہ صورت آج تک نادیدہ ہے

گو جس طرح وہ ظاہر ہے اور باطن بھی اسی طرح یہ بھی ظاہر بھی۔

پھر جس طرح اس کائنات کی زندگی اور زندگی کی ہر نقل و حرکت سے ذات حق اول اور تعدم ہے کہ اللہ ہی معلیٰ وجود ہے اسی طرح ذات حق کائنات کی ہر نقل و حرکت کا منتہا بھی ہے ٹھیک اسی طرح بدنی کائنات کی نقل و حرکت بلکہ اس کے نفس کی ہستی سے بھی روح اول بھی ہے اور آخر بھی کیونکہ روح ہی بدنی حیات کا باعث ہے جب یہ نہ تھی تو بدن نہ تھا۔ اور بعد میں بھی یہی ہوگی تو یہ کہنا بجا ہے کہ جس طرح کائنات عالم اول و آخر ذات حق ہے اسی طرح کائنات بدنی کی اول و آخر روح ہے۔

قوت کا سرچشمہ | پھر جس طرح ذات حق عالم سے متصل اتنی کہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید اور هو معکم این ما کنتم اس کی شان ہے اور پھر منفصل اتنی کہ وراء الوراء ثم وراء الوراء مخلوق ظلمت محض اور وہ نور مطلق ٹھیک اسی طرح روح بھی بدن سے متصل تو اتنی ہے کہ زندہ بدن کی کسی رگ کا کروڑواں حصہ بھی اس سے الگ نہیں۔ ورنہ زندہ نہ رہے لیکن دور بھی اتنی ہے کہ اس کی پاکیزگیاں بدن سے کوئی لگاؤ ہی نہیں رکھتیں کیونکہ لطیف و کثیف میں کیا تناسب اور کیا رشتہ؟

اس ساری تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ انسانی قوت و طاقت کا سرچشمہ روح ہے اور اسے ذات حق سے مناسبتیں ہی نہیں مماثلتیں بھی ہیں اور یوں بھی روح امر ربی ہے۔ لہٰذا مادہ تو اس کو جتنا صحیح استعمال کیا جائے گا اتنے بہت فوائد رونما ہوں گے۔ جتنی غلط روی کا طریق اپنا جائے گا۔ اتنی ہی بربادیاں ہوں گی۔ تو پہلے ایک مشرقی محقق کا قول لکھا تھا کہ سائنس میں مقصود و وسیلہ کی نسبت ہے کتنا درست قول ہے اللہ تعالیٰ جو سراپا لطافت ہی نہیں بلکہ منبع لطافت ہے۔ کما قال ان اللہ لطیف (لقمان ۱۶/۲۱)

دوسری طرف روح بھی امر ربی ہونے کے سبب لطیف ہے اور لطافت ہی قوت کا سرچشمہ ہے۔ اور بغیر قوت سائنسی ایجادات ناممکن ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ اگر یہ کہا جائے کہ جس طرح لطافتوں کا منبع حق تعالیٰ کی ذات ہے اسی طرح منبع طاقت بھی وہی ہے۔ اور جب منبع طاقت وہ ہے تو سائنسی ایجادات کا سرچشمہ اور محور و مرکز بھی اسی کی ذات ہے۔ اپنی پاک دامنی۔ نیک نفسی اور قوت و تقویٰ و نیکی کی بنا پر جس کی روحانیت جتنی بلند ہوگی اس میں انکشافات و ایجادات کی طاقت ہوگی۔ جب یہ مقدمات ثابت ہوگئے تو یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ منبع لطافت و طاقت کی طرف سے بھیجا ہوا آخری اور مکمل دین ایجاد و انکشافات سے کس طرح روک سکتا ہے اور ترقی کی راہ میں کس طرح آڑے آسکتا ہے وہ دنیا والوں کی ترقی کی راہیں بناتا ہے۔ اس پر ابھارتا ہے کہ کما قال فاستبقوا الخیرات وفی ذالک فلیتنافس المتنافسون لیکن مادیات محض میں انہماک اور غلو اور روحانی ترقی سے پہلو تہی انتہائی کور چشمی اور بدبختی ہوگی۔ جب یہ امر مسلمہ ہے کہ اسلام مقصود ہے اور سائنس وسیلہ۔

تو مقصود کے لئے اس کے مناسب سے اور وسیلہ کے لئے اس کے مناسب سے کوشش کرنا دانشمندی ہے۔ بدقسمتی سے آج مقصود کو کوئی پوچھتا نہیں اور وسیلہ کے لئے جو کچھ ہو رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں (یہ ہم آئندہ عرض کریں گے کہ وسیلہ کے لئے جائز و ناجائز کوششوں سے دنیا کو کیا فائدہ پہنچا اور تعمیر و ترقی کے عالم میں ان کوششوں کا حصہ کیا ہے) پھر بدقسمتی کے مسلمانوں کے ہاں سوائے سائنس کا لٹریچر پڑھنے کے کوئی عملی کارفرمائی ہے ہی نہیں گویا ع

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

خلاصہ بیان | بہرحال اس اصولی بحث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوئی کہ :-

۱۔ سائنس کا موضوع عناصر اربعہ یا بالفاظ دیگر "مادہ اور اس کے عوارض ذاتیہ ہیں"

۲۔ عناصر اربعہ میں سے جس میں جس قدر لطافت ہے اسی قدر اس میں طاقت ہے اور وہی لطافت اس کی طاقت کا سرچشمہ ہے۔

۳۔ حضرت انسان عزاسمہ کی بے انتہا شاخوں میں ایک ایسا ہے جس نے اپنی بے انتہا شاخوں میں ایک ایسا ہے جس نے اپنی بے انتہا قوتوں سے عناصر اربعہ کو فرداً فرداً نہیں بلکہ باہم ٹکرا کر ایجادات و انکشافات کا لامتناہی سلسلہ جاری کر رکھا ہے اور اس طرح اپنے غلبہ و تسلط کا ثبوت بہم پہنچا رہا ہے۔

۴۔ حضرت انسان کا یہ کمال اس کی جسمانی قوت کا مرہون منت نہیں بلکہ روح کا مرہون منت ہے۔

۵۔ روح کو حضرت حق سے کئی ایک مماثلتیں ہیں کہ روح امر ربی ہے۔

۶۔ قوت و طاقت کا سرچشمہ حضرت حق کی ذات ہے کیونکہ وہی منبع لطافت ہے اور طاقت دراصل لطافت کے سبب ہے۔

۷۔ اس اعتبار سے منبع لطافت کے امر یعنی روح سے جس کا قدر حصہ ہوگا اس کی قوت و ایجادات و انکشافات اسی قدر بلند و بالا ہوگی۔

۸۔ لیکن اسلام اور سائنس کو مقصود و وسیلہ کی نسبت ثابت ہوگی۔

اس لئے ایک سچے مسلمان کی ہمت و فکر کا اصل میدان اسلام ہوگا اور وسیلہ کا میدان اسی تناسب سے ہوگا جب اسلام و سائنس میں مقصود و وسیلہ کی نسبت ثابت ہوگئی تو

الف۔ ایک مفکر کا یہ قول غلط فہمی پر مبنی ہوگا کہ سائنس اور مذہب کی حقیقت تک پہنچنے کے دو راستے ہیں۔

ب۔ سائنس کو الحاد کے مترادف قرار دینے والا گروہ سراسر غلطی کا شکار سمجھا جائے گا۔

ج۔ اور نہ ہی سائنس و مذہب ایک دوسرے کی ضد ہوں گے۔ بلکہ ان میں معقول نسبت ہے اور اپنے اپنے

مقام پر اس سلسلہ میں قوتِ فکر کی پرواز درست اور صحیح ہوگی۔ اس لئے یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ "ارتقاء پسند انسانی عقل اور ربانی ہدایات کا سنگم اسلام ہے"

آخر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کر دینا مناسب ہے جس میں سائنس و مذہب کی اہلیت حقیقت اور باہمی فرقِ مراتب کو نہایت احسن پیرایہ میں بیان فرمایا گیا یہ ارشادِ رسولؐ بھی اس چیز کی غمازی کرتا ہے کہ سائنس و مذہب ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ جن چیزوں پر آج طبع آزمائی ہو رہی ہے ان کو اپنے اصلی مقام پر رکھ کر ایک نبی امی نے آج سے چودہ سو سال پہلے واضح کر دیا تھا ع

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

فاعتبروا یا اولی الابصار نبی رحمتؐ نے فرمایا کہ جب اللہ میاں نے زمین کو پیدا کیا تو وہ کانپنے اور ڈولنے لگی تب اللہ نے پہاڑوں کو پیدا کیا اور ان سے زمین پر جم جانے کے لئے فرمایا۔ ملائکہ نے پہاڑوں کی شدت صلابت پر تعجب کیا اور کہا کہ اے پروردگار تیری مخلوق میں پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت ہے فرمایا ہاں لوہا ہے۔ اس پر پھر ملائکہ نے عرض کیا کہ اے پروردگار! تیری اس مخلوق میں لوہے سے بھی بڑھ کر کوئی سخت چیز ہے فرمایا۔ ہاں آگ ہے پھر عرض کیا اور آگ سے سخت؟ ارشاد فرمایا۔ پانی۔ عرض کیا اور پانی سے سخت کوئی چیز ہے فرمایا۔ ہاں ہوا پھر ملائکہ نے پوچھا اور ہوا سے بڑھ کر بھی سخت چیز کوئی ہے تو فرمایا اولادِ آدم جو دائیں ہاتھ سے اس طرح چھپا کر صدقہ کرے کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو (ترمذی)

اندازہ لگائیں کہ سائنس کے موضوع یعنی مادیات کو کس طرح ترتیب سے بیان فرما کر اور پھر انسان کی طاقت و قوت کو واضح فرمایا لیکن اس طاقت کا سبب کوئی مادی چیز نہیں بلکہ وہی روحانی عظمت و برتری ہے جس کو پہلے ہم تفصیل سے عرض کر چکے ہیں ؎

قومی اسمبلی میں
اسلام کا معرکہ
مؤتمر المصنفین اکوڑہ خٹک (پشاور)

# اسامیاں خالی ہیں

نیول ہیڈکوارٹرز میں مندرجہ ذیل اسامیوں کیلئے پاکستانی شہریوں سے درخواستیں مطلوب ہیں۔

| اسامی کا نام اور اسکیل | کم از کم تعلیمی قابلیت |
|---|---|
| (الف) اسٹینوگرافرز۔ (بی۔پی۔ایس۔ ۱۵) ۲۰۰۰۔۵۵۔۹۰۰۰ روپے | انٹرمیڈیٹ۔ شارٹ ہینڈ ۱۰۰ الفاظ فی منٹ ٹائپنگ ۴۵ الفاظ فی منٹ۔ |
| (ب) اسٹینوٹائپسٹ۔ (بی۔پی۔ایس۔ ۱۲) ۱۵۵۰۔۴۰۔۷۵۰ روپے | میٹرک۔ شارٹ ہینڈ رفتار ۸۰ الفاظ فی منٹ ٹائپنگ ۴۰ الفاظ فی منٹ۔ |
| (ج) فورمین برائے پریس۔ (بی۔پی۔ایس۔ ۱۵) | میٹرک۔ پرنٹنگ ٹریڈ میں ۵ سال کا تجربہ۔ کسی سرکاری یا ممتاز نجی (پرائیویٹ) پرنٹنگ پریس میں ۲ سال کا سپروائزری تجربہ۔ |

**ڈیوٹی کا مقام:**۔ نیول ہیڈکوارٹر اسلام آباد/کراچی

**عمر:**۔ ۱۸ تا ۲۵ سال۔ سرکاری ملازمین کی صورت میں قابل رعایت۔

**اکاموڈیشن:**۔ امیدواران مروجہ قوانین کے مطابق سرکاری رہائش گاہ کے بھی حقدار ہوں گے۔

۲۔ درخواستیں سادہ کاغذ پر مکمل کوائف کے اندراج اور مندرجہ ذیل دستاویزات کی مصدقہ نقول کے ہمراہ ارسال کی جائیں۔ (الف) تعلیمی اور سکونتی (ڈومیسائل) سرٹیفکیٹ۔ (ب) تصویر ایک عدد۔

۳۔ پہلے سے سرکاری ملازمت میں موجودہ امیدواران اپنی درخواستیں محکمانہ توسط سے ارسال کر سکتے ہیں۔

۴۔ ٹیسٹ اور انٹرویو اسلام آباد اور کراچی میں منعقد ہوں گے جن کی تاریخوں سے بعد ازاں مطلع کیا جائے گا۔ امیدواران اپنی درخواستوں میں یہ بھی اندراج کر سکتے ہیں کہ وہ ٹیسٹ/انٹرویو کیلئے کس مقام پر حاضر ہونا چاہتے ہیں۔ کوئی ٹی اے/ڈی اے نہیں دیا جائے گا۔

۵۔ درخواستیں ایڈمنسٹریٹو آفیسر، نیول ہیڈکوارٹرز اسلام آباد کو ۲۰ر اکتوبر ۱۹۸۳ء تک پہنچنی چاہئیں۔

# قاری محمد طیبؒ قاسمی کا نقشِ جمیل

## مولانا حکیم عبدالرشید محمود گنگوہی کا تعزیتی مکتوب

بقیۃ السلف مولانا حکیم عبدالرشید محمود گنگوہی نبیرۂ حضرت حجۃ الاسلام مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ نے اپنے ہم عمر ہمعصر ہمدم دیرینہ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی کی وفات پر مرحوم کے صاحبزادگان کے نام جو تعزیتی مکتوب ارسال فرمایا اور جو اختصار کے باوجود نہایت جامعیت اور تاثر لیے ہوئے ہے۔ یہ مکتوب ہمیں مولانا گنگوہی کے ایک پاکستانی متوسل کے ذریعہ الحق میں اشاعت کے لیے موصول ہوا ہے۔ اور الحق کے لئے اس کی اشاعت باعث سعادت ہے۔

مکرما سلیل الکرام البررہ مولانا سالم اسلم اعظم سلمہم اللہ

ازکی التحیات، مولانا طیبؒ رہ گذار آخرت ہو گئے۔ ہونا ہی تھا۔ نہ کوئی نئی بات ہے نہ غیر متوقع حادثہ وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد مگر دلوں کی دنیا اور یادوں کی بستی سے ان کا نقشِ جمیل مٹ جانا ممکن نہیں۔ وہ باقیات صالحات سے بھی تھے اور "جعلها کلمۃً باقیۃ فی عقبہ" ان کی زندگی اور زبان بھی تھی۔ ان کی شیریں زبانی، شگفتہ بیانی، صورت نورانی۔ ہوشمندی فکر، ارجمندی ذہن اور دردمندی دل کو کون بھلا سکتا ہے۔ دوائر علمیہ میں ان کی جامعیت، علوم و افکار کا تنوع و تبحر ادبی ذوق، خوبی تعبیر، حسین و بدیع ترجمانی، مجامع میں خطاب گویا فلک اعلیٰ سے اذا تکلم یخیل الینا انہ یؤید کا سا کیف، حکمت ربانیہ، ولی اللّٰہی بھی ابن جوزی کی سی سحر انگیزی بھی۔ یہ کس صاحب ذوق و جوہر شناس کو رہ رہ کر یاد نہ آئے گی۔

اب وہ کوہ کن کی بات گئی کوہ کن کے ساتھ

عجزت النساء ان یلدن مثل طیب کس کس نادرہ اور خلیقہ پر تعجب کریں۔ زبان ایسی کہ سب سمجھیں، بیان ایسا کہ دل مانے۔ عقل کی پاسبانی بھی، لیکن کہیں کہیں۔ "اسے تنہا بھی چھوڑ دے" کے سے اذکار و افکار بھی ــــــ دلائل عقلی بھی نقلی بھی، جدلی عدلی بھی۔ انفسی آفاقی بھی اور حقائق و معرفت آگیں بھی۔ میں نے مجلس سے اٹھتے ہوئے اکثر لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ عالم کیا ہے ایک دریا ہے۔ عجیب نابغیت۔

آخر وہ وقت آگیا عشیۃ قیل طیب لیس فینا انہی کا یہ شعر ہے ؎

خوگر عیش و طرب اب آہ اپنا دل نہیں دور ہوا ئے شادمانی تو مرے قابل نہیں

یہ بھی ان ہی کا فرمودہ ہے

جلوہ گر نور بقا میں صورت سیماب ہے اے تماشہ گاہ عالم بس تجھے آداب ہے

بے شمار محاسن و مکارم اور مناقب و محامد کے ساتھ ان کی طبع لین، حلم و رفق سے معمور سیرت، امن و معاشرت میں سنجیدہ ایسے موزوں و متوازن کیریکٹر، جلال و مراسے متنفر، غیر متعادم مزاج دکھائی میں لا نہیں چاہتا! لڑنا میری افتاد نہیں) اہم امور و حوادث میں ان کی ایسی رواداری کہ بعض اشخاص کو مداہنت و تہاون کا شبہ ہو جائے۔ مگر سچ پوچھئے تو وہ مسامحت تھی نہ مداہنت۔ یہ الطاف خداوندی اس جبرامت پر مثالی تھے۔ اس کون ہے جو اس کا دعوی کر سکے۔ ہاں مگر "بشری انسام" کا انفکاک بھی ممکن نہیں۔ ممکن کبھی اس سے مامون نہیں آخیر کے چند سال جس ضیق، غیر حق میں مشغولی، خلجان اور ذہنی انتشار کے گذرے بجز اس کے کیا کہا جا کہ کان امر اللہ قدراً مقدوراً اللہ تعالیٰ ان کو کفارۂ سیئات بنا دے۔ یہ ابتلاء عام ہے عوام اور علماء حسب حالات سب ہی ان میں مبتلا ہیں۔ بقول مولانا سید سلیمان ندوی مسلمانوں سے اجتماعی کام کی صلاحیت اٹھتی رہی ہے۔ ارتفاقی مزاج برہم ہو رہا ہے کون تیرہ کر سکتا ہے الانبیاء اشد بلاءً ثم الامثل فالامثل مگر شخصیت کے خدوخال و جمال محبوبی میں ان کا محسوس ہونا ناگزیر تھا۔ پھر ہوا جو کچھ ہوا، اور کہا گیا جو نہ کہنا حق بھی ناحق بھی۔ حدود کے اندر بھی متجاوز بھی۔ اخلاص سے حق کہا گیا تو کہنے والا ماجور، ناحق اور حدود سے متجاوز کہا گیا تو اس کی شکایت ہی کیا ہے

ما نجی اللہ والرسول معاً من لسان الوری فکیف انا

اب تعزیۃً آپ متعلقین پسماندگان سے وہی کہتا ہوں جو ایک بدوی نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے حضرت عباسؓ کی وفات پر کہا تھا

خیرٌ من العباس اجرک بعدہٗ واللہ خیر منک للعباس

آپ کو عباس سے بہتر ان کی وفات کا اجر مل گیا۔ اور عباس کو آپ سے بہتر اللہ اور لقاء رب بیشر ہو زیادہ موجب تاسف و تالم یہ مضمون ہے۔ اذا مات العالم ثلمت ثلمۃٌ فی الاسلام لا یسد ها الا عالمٌ ورنہ ویسے تو

نزلنا ساعةً ثم ارتحلنا کذا الدنیا رحالٌ فارتحلنا

قانون ہے ہی۔ اب عالم آخر کہاں، کب؟ اللہ جانے! البتہ اس دعا کی ضرورت ہے۔

قرب الرحال الی دیار الآخرہ فاجعل الٰہی خیر عمری آخرہ

اخیر میں ایک بات اور کہنے کو دل چاہتا ہے۔ آپ حضرات اگر محسوس نہ کریں اور حق دیں۔ بہرکیف

صحبت کی عزت حاصل ہے۔ اس لئے کہ میں آسن ہوں سن وسال کا تفاوت بالکل غیر معتبر ہی نہیں کہ اس حدیث
ں سامنے رکھیں۔

انا آمنۃ لاصحابی فاذا ذھبت أتی اصحابی مایوعدون واصحابی آمنۃ لامتی فاذا ذھبت
صحابی أتی امتی مایوعدون

بڑوں کا اٹھنا حرمان تو ہے پیش آنے والے خطرات کا احساس بھی ہے اب تک جانے کتنے فتنے رکے ہوئے
ل گئے۔ انابت واستعاذہ کی ضرورت ہے۔

یہ خط ختم کر چکا تھا کہ لکھنؤ کے کچھ حضرات اور ایک قاری اسلم نامی تشریف لے آئے۔ دفعۃً نصف صدی سے
ھ زیادہ قبل کا واقعہ ذہنی اسکرین پر ابھرا۔ میرے حضرت والد صاحبؒ علیل ہو کر شفایاب ہوئے تھے۔
دیوبند سے ایک بڑا مجمع حضرت مولانا حافظ احمد صاحبؒ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ۔ مولانا اعزاز علی
صاحب۔ علامہ ابراہیم صاحب اور حضرت میاں صاحبؒ وغیرہ مزاج پرسی کو تشریف لائے۔ مولانا طیب
جوان قریباً پچیس سالہ بھی ساتھ تھے۔ بعد مغرب کا وقت تھا حضرت والد صاحب نے فرمایا طیبؒ! ایک
رکوع سناؤ یاد ہے ولقد خلقنا الانسان ونعلم ماتوسوس بہ نفسہ الخ سنایا۔ سماں بندھ گیا
ٓنکھیں پرنم ہو گئیں۔ میرے کانوں نے یہ خوش لحنی پہلی مرتبہ سنی تھی۔ ساز بھی، سوز بھی، دلگداز بھی، نغمہائے
تش سحاب اندر سحاب بھی — یہ پہلا نقش تھا جو آج بھی تازہ ہے اس کے بعد دیوبند پہنچکر تو بار بار سنی۔
ہری نمازوں میں بھی اکثر جب وہ ہوتے امامت وہی کرتے۔ ویسے بھی وقتاً۔ پھر یہ کیفیت ہو گئی۔ کہ جس کا
ن بھی لحن طیبی سے کچھ مشابہ ہوتا میں تاثر لیتا۔ اب برسوں سے اس کی نوبت نہیں آئی تھی کہ کچھ سنتا۔ مولانا
دولت سے گذر کر شیخوخت کی منزل میں آ گئے تھے۔ لحنیت اور گلے کے گھنگھرو اپنا زیر و بم ختم کر چکے تھے۔
پرسوں یہ لکھنوی حضرات اور قاری اسلم ندوی آئے۔ میں نے ان سے کچھ سنانے کی فرمائش کی۔ برائے نام
ہ مشابہ تھا۔ یا ذہن نے محسوس کیا، قریب تھا کہ دل اور آنکھیں بے قابو ہو جائیں۔ بند ضبط ٹوٹ جاتے قرات
سب یاد آ گئی۔ اوپر سے یہ حادثہ سن ہی چکا تھا۔ عشیۃ قبل طیب لیس فینا آج وہ نہیں ہیں وہ عصر ختم ہو
گیا۔ دیوبند کا زمانہ اپنا قیام، اکابر کا مجمع، مولانا طیب کا حسین سراپا۔ ان کی لحنیت، طیب سب کی آنکھ کا
رہ تھے۔ ان کی نسبت حضرت مہتمم سلالۂ قاسم الخیرات کے بیٹے ہونا ذاتی جمال و کمال مکارم، خوش کلامی،
خوش خطابی، خوش تعبیری مضامین۔ خوش نوائی لحن، لباس و تلبس تک میں گونہ تزئین، جمالی امتزاج و رنگ

---

٭ امام ربانی حضرت گنگوہی قدس سرہ کے صاحبزادے حکیم مسعود صاحبؒ

علمی مذاکرہ میں نرالی انداز، جمال بھی، کمال بھی، مگر جلال نہیں (بہ مفہوم عرفی) ورنہ زندگی کے سب پہلو جلالت کے شاہد عدل اور فخامت کے غماز، جو بعد میں ایسے نمایاں ہوتے کہ فخر اماثل کہے گئے۔ یہ ہرگز نہ اطرائے مادح ہے نہ مبالغہ۔ اللہ ان کی قبر کو اپنے انوار سے معمور فرمائے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ ان کے بہت سے بظاہر مداح و معتقدین سے زیادہ مجھے ان کے اوصاف ذکیہ پر اطلاع ہے۔ مجھے بہت سے زمان و مقام و ظروف اور اوقات و احوال میں ان سے اور ان کا قرب رہا ہے سفر میں حضر میں حج میں۔

ہاں مگر میں ان کی کمزوریوں کو بھی جانتا ہوں ان کے قامت بلند کے پیش نظر سیئات المقربین۔ مگر بڑے سے بڑا آدمی سینہ پہ ہاتھ رکھ کر بتلائے کہ وہ اس سے بری اور خالی ہے؟ یہ تو ناگزیر ہیں۔ اللھم استر عیوبنا و امح ذنوبنا دعا بتلائی گئی۔ عیوب وہی کمزوریاں جو زائل نہیں ہو سکتیں مغلوب و مستور ہو سکتی ہیں اسی لئے ان کے صرف ستر اور ذنوب کے محو کی دعا ارشاد ہوئی۔ ایک ہفتہ ہونے کو آیا ان کا نقش جمیل ذہن پر کس کس نوع و جہت سے ابھر کر نہیں آیا۔ ان کی جوانی، بڑھاپا، کہولت۔ اُن کے اقوال و افکار، رفتار، مجالس، وہ اپنی ذات سے ایک انجمن تھے اب اللہ ان کو احبار امۃ کی انجمن میں جگہ دے اور یہ ان کی صحبت کبھی منتہی نہ ہو۔ دل یہی چاہتا ہے کہ بس یہی ذکر کرتا رہوں۔ کوئی ذکر کرتا ہے تو میں گویا اس کے منہ سے نوالہ چھین لیتا ہوں۔ اور خود بات کرنے لگتا ہوں۔ بار بار خیال ہوتا ہے کس حال میں ہوں گے۔ ع

نہ قاصدے نہ سفیرے نہ مرغ نامہ برے

کن کن احبار و آبا صالحین سے ملاقات ہو رہی ہو گی۔ کوئی بے قاعدگی ہوئی بھی ہوگی تو وہ یعفو عن کثیر ہے اور اس کا "کثیر" تو کُل ہی ہے۔ سب محو کر دے گا۔ کتنی شہادات انام ان کے لئے ہوں گی۔ جنازہ پر آنے والے بھی شہدا ہی ہیں۔ کتنوں سے عقیدت سے مصافحہ کیا ہوگا۔ انتم شھداء اللہ فی الارض کتنوں نے ان کے محققانہ مذاکرانہ خطاب سے شہادت حق سنی ہو گی۔ اور خود ان کے لئے شہادت دی ہوگی۔

خطہ ارض میں کون سا مقام ہے جہاں انہوں نے اللہ رسول کی بات نہ کہی ہو گی۔ ایشیا، یورپ، مغرب اقصیٰ مشرق وسطیٰ سب ان کے اعمال نامہ میں مکتوب و محفوظ ہیں۔ فاللہ آواہ مقام المتقین وبواہ فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر۔ اللہ آپ سب کو صبر دے، اجر دے۔ حادثہ کی اہمیت ناقابل انکار، ایسی شخصیت کا فقدان ناقابل تلافی لولا ان القلوب توقن باجتماع ثان لا نفطرت المرای بفراق المحبوبین موجب تسلیہ ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ والسلام

---

★ از افادات حضرت علامہ مولانا عبد الحلیم مردانیؒ
صدر مدرس دار العلوم حقانیہ

★ ضبط :- مولانا قاضی فضل اللہ جان فاضل حقانیہ

# امام بخاری اور قیاس

درس بخاری شریف کے دوران ایک حدیث کے ضمن میں استاذنا المحترم مولانا عبد الحلیم صاحب مرحوم قدس سرہ نے امام بخاری اور قیاس کے موضوع پر جامع انداز میں روشنی ڈالی جو افادۂ عام کے لئے پیش خدمت ہے۔ فضل اللہ جان حقانی

**باب مایذکر من ذم الرای وتکلف القیاس قال اللہ تعالیٰ ولا تقف مالیس لک به علم الخ**

بظاہر امام بخاری قیاس کی مذمت کر رہے ہیں۔ جیسا کہ ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے۔ اور باب مندرجہ بالا سے اس مذمت پر استدلال بھی فرمایا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ مطلق قیاس کی مذمت نہیں کر رہے ہے۔ کیونکہ امام کے جامع کے اکثر تراجم قیاس ہی ہیں۔ بلکہ وہ رائے مجرد اور قیاس فاسد کی مذمت کر رہے ہیں۔ یعنی وہ قیاس جس میں شرائط قیاس موجود نہ ہوں۔ تو سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ قیاس کیا چیز ہے۔ علماء اصول فقہ فرماتے ہیں کہ قیاس شریعت کا اصل رابع ہے۔ اور وہ یہ کہ ایک منصوص حکم کا علت منصوصہ یا علت مستنبطہ کسی دوسری جگہ میں موجود ہو جائے۔ تو بوجہ اشتراک علت اصل یعنی منصوص کا حکم فرع یعنی غیر منصوص کو متعدی اور شامل ہو جائے۔ اور یوں غیر منصوص چیز کا حکم شرعی معلوم ہو جائے لیکن علت میں اشتراک ضروری ہے کیونکہ علت اگر مشترک نہ ہو بلکہ مجرد علت ہو تو پھر یہ قیاس نہیں بلکہ اس کو دلالۃ النص کہتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ ولا تقل لهما اف۔ حرمت اف کی علت ایذا ہے۔ جو سب وشتم اور ضرب میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ سو حرمت سب وشتم بطریقہ دلالۃ النص ثابت ہے۔

قیاس کے لئے شرائط: اول یہ کہ اصل کا حکم مخصوص نہ ہو۔ ورنہ پھر مختص بمورد ہوگا۔ اور غیر کو تعدیہ نہ ہوگا۔ جیسا کہ رسول اللہؐ نے حضرت خزیمہؓ کی منفرد شہادت کو دو شاہدین کے برابر ٹھہرایا۔ اور من شہد خزیمۃ ہو کافیہ فرمایا۔ اور یوں اس کا نام ذوالشہادتین پڑ گیا۔ پس یہاں حکم الاصل مخصوص ہے۔ کوئی دوسرا آدمی کتنا ہی سچا، صادق، متقی اور پرہیزگار کیوں نہ ہو اس کی شہادت دو آدمیوں کے برابر نہیں ہو سکتی۔ حتیٰ کہ اس مخصوص حکم کو اصل بنا کر اس پر اس کا قیاس کیا جا سکے۔

دوم یہ کہ حکم الاصل عقل معدول نہ ہو۔ جیسا کہ مقدرات شرعیہ جو عقل سے معلوم نہیں کئے جا سکتے۔ مثلاً تعداد رکعات نصاب زکوٰۃ وغیرہ۔

سوم یہ کہ قیاس سے حکم الاصل میں تغیر نہ ہونے پائے جیسا کہ کفارۃ الیمین میں کسوۃ کی تملیک لازم ہے اور اطعام کا حکم للاباحۃ ہے۔ سو اگر کوئی اسے بھی تملیک لازماً قرار دے تو اصل حکم تغیر آجائے گا۔

پھر بعض علماء نے مزید تحقیق کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ قیاس کے چند معانی ہیں۔

اوّل۔ تحقیق مناط۔ یہ کہ حکم اور علت دونوں منصوص ہوں۔ جیسا کہ سرقہ اور قطع ید ایک علت دوسرا حکم۔ اور دونوں منصوص وارد ہیں۔ سو جہاں بھی سرقہ ثابت ہو جائے تو قطع ید لازم ہے۔ اور جہاں بھی تعریف سرقہ صادق نہ آئے۔ وہاں قطع ید نہیں۔ مثلاً غاصب اور نباش (کفن کش) کی مثال لیجئے۔ وہاں قطع ید کا حکم نہیں۔ کیونکہ تعریف سرقہ ان پر صادق نہیں آتی۔ کیونکہ علماء نے فرمایا ہے۔ کہ سرقہ ھو اخذ المال الغیر المحترم المحترز فی خفیہ ہے جو غصب اور نبش میں نہیں۔

دوم تنقیح مناط۔ وہ یہ کہ ایک حکم منصوص اوصاف متعددہ سے متصف ہو۔ اب مجتہد اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ ان جملہ اوصاف میں سے کون سا وصف اس قابل ہے کہ اسے علت گردانا جائے۔ اور جہاں جہاں وہ موجود ہو وہاں پہ یہ حکم بھی ثابت ہو جاتے۔ یا یہ کہ حکم الاصل میں وصف ایک ہو لیکن مجتہد یہ تنقیح کرے کہ اس میں خصوص مؤثر ہے یا کہ عموم۔ جیسا کہ صوم رمضان کا کفارہ۔ جس میں منصوص علت جماع نہاراً ہے۔ اب کفارہ کے لئے یہ علت عام مؤثر ہے یا خاص۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس علت میں خصوص مؤثر ہے۔ سو کفارہ صرف زنا وغیرہ میں ثابت ہوگا۔ کھانے پینے میں نہیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس علت میں عموم مؤثر ہے کیونکہ یہ علت مفطرات ثلثہ میں عام ہے۔ پس کھانے پینے میں بھی کفارہ لازم ہوگا۔

سوم۔ تخریج مناط۔ وہ یہ کہ علت منصوص نہ ہو بلکہ علت کا استخراج مجتہد ہی کرے اور پھر اس علت کو متعدی بنا کر غیر منصوص کا حکم معلوم کرے جیسا کہ حدیث ربٰوا "الحنطۃ بالحنطۃ" (الحدیث) میں یداً بید مثلاً بمثل والفضل ربٰوا آیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ حرمت ربٰوا کی علت یہاں قدر اور جنس ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک طعم اور ثمنیت ہے۔ اور امام مالکؒ کے ہاں ثمنیت اور ادّخار ہے۔

اب فقہاء کے نزدیک جب قیاس کا ذکر ہو رہا ہو تو یہی قسم ثالث یعنی تخریج مناط مراد ہوگا۔ اور یہی امام بخاریؒ کے نزدیک مذموم ہے۔ اہل ظواہر تو کلی طور پہ قیاس کے منکر ہیں۔ اور یہ استدلال کرتے ہیں کہ "قرآن تبیاناً لکل شیء" ہے۔ پس قیاس کی ضرورت ہی نہیں رہی لیکن جواباً عرض ہے کہ تبیان کا معنی یہ ہے کہ بیان کا محتاج ہے۔

پروفیسر محمد اسلم صدر شعبۂ تاریخ
پنجاب یونیورسٹی

# علی گڑھ میں چند روز

——(مسلسل)——

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبۂ فلسفہ سے اوّل دن ہی سے بڑے نامی گرامی فلاسفر وابستہ رہے ہیں۔ ان فضلاء میں سے ڈاکٹر میاں محمد شریف، پروفیسر ظفر الحسن، پروفیسر عمر الدین اور ڈاکٹر محمد نور نبی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ پہلے تین حضرات کو میں نے نہیں دیکھا حالانکہ ڈاکٹر میاں محمد شریف اور پروفیسر ظفر الحسن آزادی کے بعد لاہور چلے آتے تھے اور یہیں ان کا انتقال ہوا۔ البتہ ڈاکٹر محمد نور نبی کے ساتھ میرے دوستانہ مراسم تھے۔ افسوس کہ موصوف ۷ جنوری ۱۹۸۳ء کو مختصر سی علالت کے بعد انتقال کر گئے مرحوم کو اردو اور انگریزی دونوں زبانوں پر یکساں قدرت حاصل تھی اور انہوں نے حضرت بایزید بسطامیؒ اور سلطان المشائخ نظام الدین اولیاءؒ کے فلسفیانہ نظریات پر دو رسالے اپنی یادگار چھوڑے ہیں جو راقم الحروف کے پاس ان کے دستخطوں کے ساتھ موجود ہیں۔ ان کے علاوہ ان کی تصانیف میں سے؛

1- SHADES OF MYSTICISM.

2- GHAZALI'S CONCEPT OF TAUHID.

3. DEVELOPMENT OF RELIGIOUS THOUGHTS IN MEDIEVAL INDIA.

خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ مؤخر الذکر کتاب میں مرحوم نے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ، حضرت نظام الدین اولیاء، صوفی حمید الدین سوالیؒ اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلیؒ کے مذہبی خیالات پر قلم اٹھایا ہے۔ کاش کوئی صاحب علم اس کتاب کو اردو کے قالب میں ڈھال دے۔

اسی شعبہ کے ایک لائق استاد ڈاکٹر تصدق حسین قابلِ ذکر ہیں۔ موصوف دونوں آنکھوں سے معذور ہیں۔ اس کے باوجود انہوں نے THE PHILOSOPHY OF SHAH WALI ULLAH کے عنوان سے پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے ایک گراں قدر مقالہ لکھا ہے، ان کی اہلیہ محترمہ بھی اردو ادب میں پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہی ہیں۔ میرے علی گڑھ میں قیام کے دوران میں ڈاکٹر صاحب موصوف ہر دوسرے تیسرے

روز مجھے ملنے کے لئے مولانا سعید احمد اکبر آبادی کی قیام گاہ پر تشریف لاتے رہے اور میں بھی انہیں ان کے شعبہ میں جاکر ملتا رہا۔

ایک دن ڈاکٹر تصدق حسین کے ساتھ مسعود انور علوی نام کے ایک نوجوان بھی تشریف لائے۔ ان کے دو تین مضمون ماہنامہ برہان دہلی میں طبع ہو چکے ہیں۔ تعارف ہونے پر معلوم ہؤا کہ موصوف حافظ شاہ محمد مجتبیٰ حیدر سجادہ نشین کاکوری شریف کے صاحبزادے ہیں اور شعبۂ عربی میں ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو کی نگرانی میں "عربی ادب کے ارتقاء میں اودھ کا حصّہ" کے عنوان سے پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے مقالہ لکھ رہے ہیں۔ ان کے آبائی کتاب خانے میں بیشمار نادر و کمیاب کتابیں محفوظ ہیں۔ ان نوادرات میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے کئی رسائل ایسے بھی ہیں جو موصوف کی زندگی ہی میں لکھے گئے تھے۔

کاکوری کے سفر میں شاہ محمد مجتبیٰ حیدر صاحب نے راقم الحروف کو ہمعات کا ایک ایسا نادر مخطوطہ دکھایا جو ۱۱۷۰ھ میں شاہ صاحب کی زندگی ہی میں ورطۂ تحریر میں آیا تھا۔ سجادہ نشین صاحب کی عنایت سے شاہ صاحب کی ایک تصنیف مفضل المبین کی زیارت کا بھی شرف حاصل ہؤا۔ اس تصنیف پر شاہ صاحب کے دستخط ثبت ہیں۔ شاہ صاحب کا لکھا ہؤا ایک اجازت نامہ بھی اسی خانقاہ میں نظر سے گزرا۔

سجادہ نشین صاحب کو اس پر بجا طور پر فخر ہے کہ ان کے پاس شاہ ولی اللہ کی تصنیف قول الجلی کا ایک بڑا نادر نسخہ موجود ہے۔ میرے کاکوری جانے سے چند روز قبل مولانا علی میاں صاحب محض قول الجلی کے مطالعہ کے لئے کاکوری تشریف لے گئے تھے۔ سجادہ نشین صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ شاہ ولی اللہ کے معتقدین نے اس کتاب کو چھاپنے کی بجائے چھپایا ہے کیونکہ اس کتاب کے مطالعہ سے بہت سی ایسی باتیں منصۂ شہود پر آتی ہیں جو شاہ ولی اللہ کے معتقدین کو ناپسند ہیں۔ سجادہ نشین صاحب کا کہنا ہے کہ شاہ صاحب ستاروں کی تاثیر کے قائل تھے اور نجوم کا حساب لگاکر اہم کام کرنے کے عادی تھے۔ احمد شاہ ابدالی کے حملے کے وقت انہوں نے فرمایا تھا کہ مریخ کا منحوس سایہ ان کے محلّے پر پڑ رہا ہے اس لئے اس محلّے سے ترک سکونت ہی میں عافیت ہے۔

صاحب زادہ مسعود انور علوی اپنے آبائی کتاب خانے کی مدد سے شاہ ولی اللہؒ اور ان کے ساتھیوں پر مضامین لکھ رہے ہیں۔ برہان میں شاہ محمد عاشق پھلتیؒ پر ان کا ایک عالمانہ مضمون گذشتہ اپریل کے شمارہ میں چھپا ہے۔

مولانا اکبر آبادی صاحب کے ہاں باقاعدہ آنے والوں میں شعبۂ تاریخ کے ایک لائق استاد

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی بھی ہیں۔ "عہد نبوی کی ابتدائی مہمیں۔ محرکات، مسائل اور مقاصد" کے عنوان سے ان کا ایک عالمانہ مضمون برہان میں متعدد اقساط میں شائع ہوا ہے۔ صدیقی صاحب کیساتھ میری علمی گفتگو رہتی تھی۔ موصوف ابھی جواں سال ہیں، امید ہے کہ مستقبل میں اسلام کی ابتدائی تاریخ میں بڑا نام پیدا کریں گے۔

میرے علی گڑھ میں قیام کے دوران میں "مسلمانوں کی تعلیم اور حصول ملازمت میں مشکلات" کے موضوع پر ایک آل انڈیا سیمینار ہوا۔ اس موقع پر حکیم عبدالحمید صاحب، پروفیسر آل احمد سرور، ڈاکٹر اقبال انصاری، پروفیسر عرفان حبیب، شوکت صاحب، سابق پرنسپل شبلی کالج اعظم گڑھ اور ناصر الدین حیدر آبادی جیسے فضلاء سے ملاقات ہوئی۔ دو روزہ سیمینار کا لب لباب یہ تھا کہ بھارت کے مسلمان آج اسی جگہ کھڑے ہیں جہاں سے سر سید احمد خان نے کام شروع کیا تھا۔ اس لئے مسلمانوں کو تعلیم اور خصوصاً ٹیکنیکل تعلیم میں غیر مسلموں سے پیچھے نہیں رہنا چاہیئے۔ اس سیمینار میں بڑے بڑے نیشلسٹ مسلمانوں نے بھی یہ تسلیم کیا کہ ملازمت کے حصول میں مسلمانوں کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور ان کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے۔ ایک مقرر نے سامعین کو بتایا کہ عائشہ نامی ایک لڑکی مقابلے کے امتحان میں کامیاب ہو گئی اس کے ہندو ممتحن دراصل اُسے آشا یا اُوشا سمجھتے رہے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ اس کا نام آشا نہیں بلکہ عائشہ ہے تو اسے صاف صاف بتا دیا کہ اُسے کسی کلیدی آسامی پر فائز نہیں کیا جا سکتا۔ اس دلچسپ سیمینار کی صدارت بہار کے گورنر عبدالرحمٰن قدوائی نے کی اور اقلیتی امور کے کمیشن کے صدر ایم۔ ایچ بیگ مہمان خصوصی تھے۔ سیمینار کے شرکاء بیگ صاحب سے ناراض تھے کیونکہ ان کا ایک بیان اخبارات میں چھپ چکا تھا جس میں انہوں نے حکومت سے درخواست کی تھی کہ ہوائی جہازوں میں مسلمانوں کو نماز ادا کرنے سے جبراً روکا جائے۔

علی گڑھ میں قیام کے دوران میں یہ معلوم ہوا کہ وزارت تعلیم حکومت ہند کے ایک ذیلی ادارے ترقی اردو بورڈ نے کشوری سرن لال کی خلجی خاندان کے بارے میں انگریزی کتاب کا اردو میں ترجمہ شائع کر دیا ہے۔ پروفیسر ہارون خان شیروانی کی انگریزی تصنیف کا "دکن کے بہمنی سلاطین" کے عنوان سے اردو میں ترجمہ ہو گیا ہے۔ جہانگیر پر بینی پرشاد، شیر شاہ سوری پر کالیکارنجن قانون گو اور شاہجہان پر بنارسی پرشاد سکسینہ کی انگریزی کتابوں کے اردو تراجم بازار میں دستیاب ہیں۔ رام پور کے ایک علم دوست نوجوان تنویر احمد صاحب نے بہمنی سلاطین پروفیسر گرو ور صاحب کی مہربانی سے مل گئیں اور شیر شاہ سوری میں نے بازار سے خرید لی۔ شیر شاہ سوری پر سہسرام کے ایک مؤرخ پروفیسر حسن آرزو

نے بھی ایک کتاب اردو میں لکھی ہے، مفتی سید نجم الحسن خیر آبادی کی عنایت سے یہ کتاب بھی مجھے مل گئی، افسوس اس بات کا ہے کہ جو کام ہمیں کرنا چاہئے تھا، وہ اغیار کر رہے ہیں۔

شعبۂ تاریخ سے ملحق شعبۂ اردو ہے، مسلم یونیورسٹی کا شعبۂ اردو ہمیشہ ہی سے مشہور چلا آرہا ہے۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی، پروفیسر آل احمد سرور، مولانا احسن مارہروی، ڈاکٹر مسعود حسین خان، اختر انصاری، ڈاکٹر معین احسن جذبی، پروفیسر خلیل الرحمٰن اعظمی، مسعود علی ذوقی اور سجاد حیدر یلدرم جیسے نابغۂ روزگار اساتذہ اس شعبہ سے منسلک رہ چکے ہیں، ان دنوں ڈاکٹر مسز ثریا حسین صدر شعبہ ہیں۔ ان کے علاوہ تیئس اور اساتذہ بھی اس شعبہ سے وابستہ ہیں۔ اس شعبہ کی کارکردگی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ گذشتہ برسوں میں پچپن فضلاء نے پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے مقالے لکھے ہیں۔ اور اس وقت بھی چھیاسی ریسرچ اسکالرز پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے مقالے تیار کر رہے ہیں شعبہ میں پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے پیش کئے جانے والے مقالات میں سے گیارہ مقالے کتابی صورت میں طبع ہو چکے ہیں۔ اب تک دو خوش قسمت انسان اس شعبہ سے ڈی لٹ کی ڈگری بھی حاصل کر چکے ہیں اور ان میں ایک خاتون بھی ہیں۔ اس شعبہ میں ہر سال ایک سیمینار منعقد ہوتا ہے اور اب تک تیرہ سیمینار ہو چکے ہیں۔ تیرہ میں سے سات سیمینار محمد علی جوہر، حسرت موہانی، سجاد حیدر یلدرم، اقبال، پریم چند، غالب اور فانی پر ہو چکے ہیں۔ اس سے شعبۂ اردو کی کارکردگی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

راقم الحروف صدر شعبہ مسز ثریا حسین صاحبہ سے ملا تو انہوں نے ماہنامہ "نقش کوکن" بمبئی کا آزادی نمبر بطور تحفہ عطا فرمایا اور دیر تک باہمی دلچسپی کے موضوع پر گفتگو فرماتی رہیں۔ راقم الحروف نے کچھ وقت علی گڑھ یونیورسٹی کے قبرستان میں بھی گذرا۔ اس قبرستان میں شاہ فضل اللہ شارح ادب المفرد، مولانا سلیمان اشرف، رشید احمد صدیقی، قاضی عبدالغفار صاحب مجنوں کی ڈائری و لیلیٰ کے خطوط، ڈاکٹر ہادی حسن، پروفیسر محمد حبیب، ڈاکٹر عبدالعلیم صدیقی، پروفیسر حمید الدین، ڈاکٹر محمد نور نبی، پروفیسر ضیاء احمد بدایونی، مفتی عبداللطیف شارح ترمذی، سلطان حیدر جوش اور پروفیسر عمر الدین جیسے فضلاء محو خواب ابدی ہیں ان کی قبروں کے کتبے اور محل وقوع پر راقم الحروف کا ایک مضمون سہ ماہی العلم کراچی بابت جنوری۔ مارچ ۱۹۸۳ء میں طبع ہو چکا ہے۔ علی گڑھ سے راقم الحروف دہلی آیا اور وہاں پہنچتے ہی اہل علم سے ملاقاتیں شروع کر دیں۔

(باقی)

میں حال ہی میں دیوبند، انبیہ، گنگوہ، نانوتہ، کلیر شریف، منگلور شریف، کاکوری، امیٹھی، دہلی، خیر آباد، گنج مراد آباد، کانپور، لکھنؤ، رام پور، امروہہ، حسن پور، آگرہ اور مراد آباد کا سفر کر کے واپس آیا ہوں۔ اب اس سفر کے بارے میں لکھنا شروع کیا ہے۔ اگلے ماہ سے دہلی کا سفرنامہ پڑھیں گے۔ "محمد اسلم"

قارئین بنام مدیر

# افکار و اخبار

- ایک مسلم سربراہ کی بت نوازی
- شیخ الحدیث نمبر
- دیارِ مغرب کے مسلمان فرقہ پردازوں کی زد میں
- مضمون مولانا عبدالحلیم اخندزادہ پہ استدراک

**ایک مسلم سربراہ کی بت نوازی**
**مکتوب تھائی لینڈ**

۲۷ ستمبر ۱۹۸۳ء کو اردن کے شاہ حسین نے بمعہ ملکہ تھائی لینڈ کا دورہ کیا۔ اور یہ میرے مشاہدہ کے مطابق کسی مسلمان سربراہ کا پہلا ہی دورہ تھا جن کو تھائی لینڈ کے ذرائع ابلاغ نے کافی اہمیت دی اور شہ سرخیوں سے شائع کیا۔ ریڈیو ٹی وی پر بڑے بڑے القاب سے یاد کیا۔ عرصہ دس سال سے بندہ کے مشاہدہ میں ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ دورہ جس مقصد کیلئے تھا، وہ اپنی جگہ، مگر شاہ حسین کو آتے ہی بدھ مذہب کے متبرک مقام ضلع ناخون پتم (NAKHON PATUM) لے جایا گیا۔ یہ بنکاک سے کوئی ۶۰ کلومیٹر جنوب کیطرف ہے، وہاں ایک مشہور مندر ہے جس میں ایک عظیم بت کھڑا ہے۔ یہ گوتم بدھ کا مجسمہ ہے، اس کو تھائی حکام وعوام اپنا مالک وخالق سمجھتے ہیں۔ شاہ حسن نے بھی بالکل بدھ مذہب کے پیروکاروں کی طرح گھٹنوں کے بل بیٹھ کر بت کے عین سامنے اگر بتیاں سلگائیں اور تین عدد موم بتیاں بھی روشن کیں اور بت کے سامنے حصے پر خوشبو چھڑکائی اور پھر تعظیم کے لئے ۲ منٹ بت کے سامنے خاموش کھڑے رہے۔ تھائی لینڈ کے تمام لوگوں نے یہ ماجرہ ٹی وی اور اخبارات میں باتصویر دیکھا اور سنا۔

غیر مسلموں نے تو یہ تاثر لیا ہوگا کہ ہمارا بت واقعی قابلِ احترام ہے۔ اس لئے شاہ حسین نے بھی ادب کے تمام نمونے بجا لائے اور ان کے دل میں بت کا دبدبہ اور بھی بڑھ گیا ہوگا کہ ایک غیر ملکی بادشاہ نے آکر ان کے بت کی اس طرح تعظیمیں کیں۔ مگر مسلمان ان حرکات کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوگئے۔ اور قرب و جوار میں پوچھنے لگے کہ کیا ایسی حرکت کسی مسلمان کیلئے اور بالخصوص امیر المؤمنین اردن کے لئے زیبا تھا؟ ہم سے بھی کئی دوستوں نے ایسے چند سوالات پوچھے جس کا جواب ہم نے تفسیر معارف القرآن کی مدد سے دے دیا ہے مگر ان کو پورا اطمینان دلانے کیلئے مدیر الحق سے التجا ہے کہ وضاحت فرمائیں کہ ایک مسلمان اس قسم کی نازیبہ حرکت سے پھر بھی مسلمان رہتا ہے۔ یا صرف گنہگار سمجھا جائے گا۔

شاید یہ اعمال تھے جس کی بدولت شاہ حسین کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ اس کا دورہ تمام ذرائع

ابلاغ میں کامیاب دورہ بتایا گیا۔ (ان مضامین کا ثبوت تھائی لینڈ کے تمام ان دنوں کے اخبارات سے مل سکتا ہے۔)

(ایک واقف حال۔ تھائی لینڈ)

الحق :- یہ وہی جاہلیت اولیٰ ہے جو اس دور میں سیاسی اور بین المللی رسومات و آداب اور میزبان و مہمان ممالک کے باہمی پروٹوکول کی شکل میں اسلامی سربراہوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ جب ملی تشخص کا احساس کمزور ہو جائے اور وسعت نظر اور رواداری سیکولرازم اور لادینیت کی حد تک فکر و نظر پر چھا جائے تو مسلمانوں کو یہ مظاہرے دیکھنے ہوں گے، ان ہی جاہلانہ مغربی اندازنے آج اسلامی ممالک کو المناک صورتحال میں مبتلا کر کے رکھ دیا ہے۔ دینی حمیّت اور تصلّب ہو تو پھر کوئی مجبوری نہیں پیش آتی۔ سنا ہے کہ شاہ فیصل نے اپنے یورپ کے کسی دورہ میں ایک دروازے سے گذر کر ہال میں داخل ہونے سے اس بنا پر انکار کر دیا تھا کہ سامنے حضرت مریم کا مجسمہ نصب تھا اور انہیں داخل ہوتے وقت جھکنا پڑتا تھا۔ بتوں کی تعظیم تو ہے ہی بڑی افسوسناک معاملہ کیا کھلے بندوں مسلم سربراہوں کا اپنی بیگمات کو ساتھ لئے پھرنا اور استقبالیہ تقاریب میں ہاتھ ملانا اسلام روا رکھ سکتا ہے۔

---

**شیخ الحدیث نمبر** | اسلامک اکیڈمی مانچسٹر نے حضرت مولانا زکریا شیخ الحدیث مہاجر مدنی قدس سرہٗ کی سوانح پر مشتمل ایک نمبر نکالنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے لئے ہند و پاک کے اکابر سے مضامین تحریر فرمانے کی درخواست کی جاتی ہے۔ کئی حضرات کے مضامین آچکے ہیں۔

محمد اقبال مظاہری اسلامک اکیڈمی مانچسٹر
۱۹ کولسٹرن ٹیرس بروک سٹریٹ۔ برطانیہ

---

**دیارِ مغرب کے مسلمان فرقہ پردازوں کی زد میں** | مزاج گرامی بحمد اللہ تعالیٰ بعافیت ہوں گے اور ساتھ ہی ہم دیارِ غیر میں بسنے والوں (جو کہ آجکل بریلوی حضرات کے رحم و کرم پر ہیں) کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد فرما کر دین اسلام اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم رہنے کی دعائیں کرتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ علماءِ حق کی زندگی میں برکت نصیب فرمائے کہ ان کے دم قدم سے نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام کی بقاء و سالمیت کا دارومدار ہے۔ انگلینڈ میں الحمد للہ تبلیغی جماعت کی جدوجہد، نقل و حرکت اور قربانی سے ہر طبقۂ فکر اور شعبۂ انسانیت میں دینی جذبات پیدا ہوئے۔ مساجد اور مراکز دینیہ وجود میں آئے، مسلمانوں میں جذبۂ عمل کی تحریک پیدا ہوئی، مگر قوم کی بدقسمتی اور ضعیف العقیدگی کہ پیر پرستی۔ اور بدعات و رسوم کے چکر میں پڑ کر

اپنی دنیا و آخرت کو برباد کر بیٹھے ۔۔۔۔۔۔ بریلوی مکتبۂ فکر کے دیگر نام نہاد رہنماؤں نے پیری کا لبادہ اوڑھ کر ایسے پنجے جمائے کہ اچھے بھلے سنت کے پیرو اور عاشقِ رسولؐ ان بے دینوں کے ہتھے چڑھ گئے۔ آج کل علماء دیوبند اور اکابرین حضرات کی ہر مسجد، جلسہ، کانفرنس اور عرس میں ایسی تصویریں پیش کرتے ہیں کہ عوام الناس میں تنفر و تحقیر کے طوفان اُبھر رہے ہیں۔ خدارا ہم پر رحم کھائیں۔ انگلینڈ و یورپ میں پروان چڑھنے والی نسل سے ان دھن دولت کے پجاریوں کو قطعاً کوئی سروکار نہیں۔ یہ انتشار و افتراق کی فضا پیدا کر کے اپنے کھیسے بھرتے اور دندنا کر بیوقوف بناتے ہیں۔

صدرِ محترم جنرل ضیاء الحق صاحب کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ آپ کے بھیجے ہوئے تبلیغی وفود باہر کے دوروں میں جو اسلام کی خدمات انجام دے رہے ہیں ان سے جہالت، ضلالت، اور بدعت و شرک کی مجلس گرم ہو رہی ہے۔ خدا کیلئے مبلغین حضرات کو ویزا جاری فرمانے سے قبل اتنا تو دیکھ لیا کریں کہ یہ تبلیغ کے قابل بھی ہیں یا نہیں۔

محمد سلیم مرزا۔ ڈربی۔ انگلینڈ
۱۲ر شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

---

الحق کا شمارہ بابت ماہ شعبان ۱۴۰۳ھ (مئی ۱۹۸۳) | مضمون "مولانا عبدالحلیم اخندزادہ" پر استدراک

ملا۔ اللہ تعالیٰ اس ماہ نامہ کو اپنی رحمت کے ساتھ تا قیامِ قیامت جاری و ساری رکھے۔ آمین۔ اسی شمارہ کے ص ۲۳ تا ص ۲۸ میں حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ کا تذکرہ مرتبہ مولانا عبدالحلیم اثر افغانی میں ان کے زمانہ قیامِ جلالیہ علاقہ چھچھ کا حصہ پڑھا۔ چونکہ احقر خود اس علاقہ کا ہے اور خود بھی جلالیہ ہی میں ۱۹۳۰ء میں جلیل القدر اساتذہ کی خدمت میں رہ چکا ہے۔ اس لئے عرض ہے کہ جلالیہ میں عبدالشکور نامی کوئی ایسے استاد نہیں گذرے بلکہ مولانا عبدالحلیم مرحوم کے استاذ گرامی کا اسم گرامی مولانا سعد الدین ہے جو کہ مولانا عبدالحی لکھنوی کے شاگرد تھے۔ مولانا سعد الدین کے دو صاحبزادے تھے ایک کا نام مولانا عبدالشکور تھا جو بعد میں حکیم کے نام سے مشہور ہوئے چند سال سے واصل بالآخرۃ ہو چکے ہیں۔ دوسرے صاحبزادے مولانا عبدالغنی صاحب ہیں جو حضرت مدظلہٗ کے شاگرد ہیں اور آجکل دارالعلوم کھڈہ کراچی میں شیخ الحدیث ہیں۔ اس گنہگار نے بھی مولانا سعد الدین صاحبؒ سے شرح جامی پڑھی ہے۔ جبکہ اس زمانہ میں جلالیہ میں تین جید علماء کرام تدریس فرما رہے تھے۔ مولانا عبداللہ جان صاحب مرحوم کافیہ والفیہ ان سے پڑھا ہے۔ مولانا محمد یوسف صاحب مرحوم ان سے میں نے شرح تہذیب پڑھی ہے۔ مگر قیام حضرۃ مولانا سعد الدین صاحب کی مسجد میں تھا۔ اس میں شک نہیں کہ بہت ہی زیادہ شفیق تھے۔ اس گنہگار کو شرح جامی ایسی حالت میں

پڑھائی کہ بینائی بہت کمزور ہوچکی تھی، کتاب آنکھ کے ساتھ لگاکر پڑھایا کرتے تھے ——— میرے خیال میں مولانا اثر افغانی کو مغالطہ ہوا ہے۔ اگر مزید تحقیق کے بعد اس تصحیح کو شائع فرمادیں تو بہتر ہے کہ یہ باتیں بعد میں ریکارڈ بن جاتی ہیں۔
مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی۔ اٹک شہر

---

**مخدوم شرف الدین منیری اور ایک دعا** | الحق ماہ ستمبر ۱۹۸۲ء میں ایک مضمون بعنوان "معدن المعانی کی تاریخی اور دینی اہمیت" پروفیسر محمد اسلم لاہور کا نظر سے گذرا۔ اس مضمون کو پڑھ کر وہ زمانہ یاد آگیا جب میں غالباً تیسری یا چوتھی جماعت کا طالب علم تھا میں وسط ہند کی ایک ریاست جاؤرہ کا رہنے والا ہوں وہ ایک مسلم ریاست تھی اور وہاں کے لوگوں پر دنیوی اور دینی علوم کی چھاپ تھی، ہمارے ایک ماسٹر مولوی محمد اکبر صاحب ہوتے تھے جو ہم سے مندرجہ ذیل دعا روزانہ تختی پر لکھوایا کرتے تھے

"برادرم شمس الدین و زین الدین از جانب شاہ شرف الدین یحیٰی منیری کہ اگر کسے تا چہل روز بلا ناغہ این دعا را نویسد بمراد خود برسد وگرنہ رسد فردائے قیامت دامنگیر حال من باشد۔ اے اشرف زمانہ زمانہ مدد نما۔ دریائے بستہ را بکلید کرم کشاد۔"

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس دعا کا مخدوم شرف الدین بن شیخ یحیٰی منیری سے کیا تعلق ہے۔ اور کیا یہ دعا مخدوم صاحب ہی کی ہے۔

احمد سعید خان۔ چیف آفیسر میونسپلٹی ڈھاڈر
بلوچستان

---

**تاثرات** | گذشتہ دنوں الحق کا ایک شمارہ پڑھنے کا موقعہ ملا۔ روشنیہ فرقہ کے متعلق ایک تعریفی مضمون آپ کے موقر مجلہ میں پڑھ کر تکدر ہوا۔ باقی مضامین اچھے تحقیقی اور محنت سے لکھے ہوئے پاتے، ایک اچھے رسالے سے ہم بڑی دیر تک بے خبر رہے۔ حضرت شیخ الحدیث محترم (خدا انہیں سلامت رکھے۔) کے زیر سایہ اور ان کی شفقتوں اور فیوض سے آپ نے جو روشنی حاصل کی ہے اسے زیادہ وسیع حلقہ میں پھیلانے کی ضرورت ہے۔

چوہدری الطاف حسین جہلم ممبر وفاقی مجلس شوریٰ

---

# رثاء الشیخ مولانا شمس الحق افغانی

مولانا محمد رزین شاہ ۔ جامعہ یوسفیہ ہنگو کوہاٹ

★

ترحل شیخ قدوة الناس امجد ... امام همام للخلائق مرشد

تقطع قلبی بالفراق وقد جرت ... سیول دموع الحزن فالعین ترمد

توفی شمس الحق شمس زمانه ... امام جمیع المسلمین وسید

تجنّت ظلام الجهل بعد افوله ... ففی الارض لیل دامس ثمّ اسود

هموم واحزان بقلبی اکمت ... فابکی وان الصبر منی لیشرد

الا کلّ من یأتی یروح من الدنی ... فلم تر شخصا قطّ فیها یخلد

لقد رحل الخلّان منا وإنّنا ... لفی غفلة من ان نموت ونرقد

زعمنا بانّ العیش باق ودائم ... ومن یتدبّر الدنیا قلیلا فیشهد

لقد راح عنّا شیخنا وحبیبنا ... فذالك رزء یولم القلب یعمد

حدائق علم قد بکت بفراقه ... کذالك اعلام بکته وفدفد

وما مثله تحت السماء مفسّر ... وحید زمان بارع متفرّد

محدّث عصر فی العلوم غطمطم ... وللدین فی هذا الزمان مجدد

وذبّ عن الاسلام صول عدائه ... واخزی عدوّا معندا یتمرّد

هزمت عدوّا فی المعارك کلّها ... فانت لأعناق العدوّ مهنّد

وقد کنت بدرا کاملا وهدایة ... الی الله تهدی کل حین وترشد

فصلت علوم الدین ثمّ اذعتها ... فاصبحت محمود الانام فتحمد

بخاری عهد فی الحدیث امامنا ... لروّاد علم مرجع ثم مورد

تصانیفه مثل اللآلی ثمینة ... وفی اعین الطلاب ذالك اثمد

فیارب امنح شیخنا وامامنا ... مقاما رفیعا فیه یبقی ویخلد

وامطر بقبر الشیخ وابل رحمة ... الی ما تدوم الطیر تشدو وتغرد

فإنّ رزینا دائما متحیّر ... عمید وفی سجن الهموم مقیّد

حافظ محمد ابراہیم فانی - دارالعلوم حقانیہ۔ اکوڑہ خٹک

# نوحۂ دل!

## شمس الملت والدین علامہ شمس الحق افغانی کی وفات پر!

سیلِ خوں ہر سو رواں ہے اور ہر دل اشکبار
پھر گیا ہے کس طرف یارب مزاجِ روزگار

داستانِ دردِ پیہم یا خدا کیسے کہوں؟
سینہ و تن داغ داغ و دامنِ دل تار تار

عقدہ ہائے علم و حکمت آہ سلجھائے گا کون
میکدے ہیں کس سے ہوگا تشنہ کاموں کا خمار

وہ نگینِ حلقۂ دارالعلومِ دیوبند
جس کی عظمت پر ہے شاہد گردشِ لیل و نہار

آریوں اور ذکریوں کا نطق بند جس نے کیا
چھپ گیا وہ حجت و برہانِ حق زیرِ مزار

زیرِ گورِ تیرہ ہے اب وہ زبانِ درفشاں
افتخارِ ملتِ افغاں سرآمد روزگار

ایشیا میں مثل جن کا بالیقیں معدوم تھا
خاکِ تربت میں ہے پوشیدہ وہ درِّ شاہوار

علمِ قرآنی میں یکتا فلسفہ دانی میں فرد
مخزنِ علمِ نبوت حجتِ پروردگار

توڑ دی ہیں مارکس کے طلسماتِ اشتراک
اس کے "سرمایہ"[۱] کا پیراہن کیا ہے تار تار

آفریں شانِ تکلم واہ واہ زورِ قلم
دہریت اور مزدکیت کو کیا بے اعتبار

عدل و انصاف و مساواتِ محمدؐ پر فدا
میرزائے قادیاں کی بھی خبر لی بار بار

وہ مورخ تھے مفکر فلسفی عارف ولی
زہد و علم و فضل کے تھے بحرِ ناپیدا کنار

ظلِ حضرت قاسم نانوتویؒ مردِ حکیم
ذات جن کی ذاتِ قدسی پر دلیلِ آشکار

فانیؔ بیچارہ وقتِ قربِ روزِ حشر ہے
شمسِ حق کی موت پر ہو کیوں نہ عالم سوگوار

شمسِ ملت شمسِ دیں اور حجۃ الاسلام تھے
عقل و حکمت علم و عرفاں کا سراپا نام تھے

---

۱؎ کارل مارکس کی کتاب دی کیپٹل یعنی سرمایہ کی طرف اشارہ ہے (فانی)

**حضرت شیخ الحدیث کی صحت** | حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ تقریباً ایک ماہ بوجہ شدید علالت خیبر ٹیچنگ ہسپتال پشاور میں زیر علاج رہے۔ الحمدللہ کہ ۱۰ ذی الحجہ کو واپس گھر تشریف لے آئے ہیں اور اب الحمدللہ اس قدر افاقہ بھی ہوگیا ہے کہ اپنے دولت کدہ پر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ حقائق السنن شرح ترمذی کا مسودہ بھی سن لیتے ہیں گھنٹہ دو گھنٹے دارالعلوم کے دفتر میں بھی تشریف لے آتے ہیں۔ چند روز تک انشاءاللہ اسباق پڑھانا بھی شروع کردیں گے۔ ہسپتال میں داخلہ سے لے کر اب تک جن ہزاروں مخلصین نے تیمارداری اور صحت کے لئے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھا پورا حلقہ دارالعلوم ان کا شکرگذار ہے۔ حضرت کی زندگی میں سوائے ایک دفعہ سفر حج کے پہلی بار یہ موقعہ آیا کہ اکوڑہ خٹک کی عیدگاہ آپ کی شرکت اور خطاب سے محروم رہی۔ اکوڑہ میں چالیس پچاس سال سے یہ روایت چلی آرہی ہے کہ ——— عید کی نماز ایک جگہ پڑھی جاتی ہے شہر کی عیدگاہ بھی ایک ہی ہے۔ جو دارالعلوم سے اب ملحق ہے جس میں اہل شہر کے علاوہ آس پاس کے اکثر دیہات سے بھی کافی لوگ تشریف لاتے ہیں۔ عیدین پر علی العموم تیس چالیس ہزار کا مجمع رہتا ہے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ بوجہ شیخ الحدیث مدظلہ کی علالت کے جناب مولانا سمیع الحق صاحب کو خطاب کرنا پڑا۔ پون گھنٹہ کے اس خطاب کو سارے مجمع نے بڑی دل جمعی اور سکون سے سنا اور عموماً پسند کیا۔ جو اسی پرچہ میں شریک اشاعت ہے

**واردین و صادرین** | ۲ محرم الحرام کو۔ صدر پاکستان کے تعلیمات اسلامی کے مشیر جناب ڈاکٹر مصلح الدین صاحب دارالعلوم تشریف لائے۔ اسباق شروع تھے۔ طلبہ سے بھری درس گاہوں کو دیکھ کر بے حد خوش ہوتے دارالحدیث میں چند منٹ درس بھی سنا، لائبریری میں کافی دیر تک، نادر نسخوں اور قلمی کتابوں سے اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے رہے۔ دفتر الحق اور موتمر المصنفین میں تشریف لائے۔ زیر ترتیب بعض کتابیں دیکھیں دارالتجوید میں طلباء کی قرأت اور عربی مکالمے سنے۔ دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث سے تفصیلی ملاقات کی، اور کتاب الآرا میں اپنی گراں قدر رائے بھی ثبت فرمائی۔ اس سے قبل بھی ایک دو بار آپ دارالعلوم تشریف لا چکے ہیں۔

★ اسی طرح پچھلے ماہ علامہ خالد محمود صاحب جو انگلینڈ میں دینی خدمات اور سرگرمیوں میں مصروف ہیں ۲۰ اگست کو دارالعلوم تشریف لائے۔ جناب مدیر الحق سے ملاقات ہوئی اور کئی دینی اور ملکی امور پر تبادلہ خیالات فرمایا۔

جناب مدیر صاحب کی خواہش پر آپ نے دار الحدیث میں طلبار سے نہایت عالمانہ اور فاضلانہ خطاب بھی فرمایا جس سے علما بے حد محظوظ ہوئے۔

**اضافہ مشاہرات** | دار العلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ میں دار العلوم کے اساتذہ و عملہ کی تنخواہ میں اضافہ پر غور کرنے کے لئے جو ذیلی اور مالیاتی کمیٹی قائم کی گئی تھی اس نے اپنے ایک اجلاس میں اس مسئلے کے تمام پہلوؤں پر غور کیا اور حسب سابق اس سال بھی دار العلوم کے اساتذہ و عملہ، دار الحفظ اور تعلیم القرآن مڈل سکول کے تمام اساتذہ و عملہ کی تنخواہوں میں معقول اضافہ کی منظوری دے دی جس کا اطلاق یکم ذیقعدہ ۱۴۰۴ھ سے ہو چکا ہے۔ جب کہ پچھلے کئی سال سے بھی حالات کے مطابق اضافہ مشاہرات ہوتا چلا آ رہا ہے۔

**ناظم دفتر اہتمام کی علالت** | دار العلوم حقانیہ کے ناظم دفتر اہتمام مولانا سلطان محمود صاحب جو آغاز دار العلوم سے دار العلوم کے شعبہ محاسبی اور دیگر تمام انتظامات سے وابستہ ہیں ایک ماہ سے علیل اور صاحب فراش ہیں۔ کمزوری اور نقاہت بھی بڑھ گئی ہے۔ قارئین سے ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

**مولانا لطف اللہ فاضل دیوبند کا انتقال** | حضرت مولانا لطف اللہ صاحب فاضل دیوبند جو علمی و دینی مجاہدات اور سرگرمیوں میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے ساتھی رہے اور جامعہ بنوری ٹاؤن کے تاسیس اور ابتدائی دور کی تدریس میں بھی مولانا بنوریؒ کے خاص رفیق کار تھے ۴ اگست کو انتقال فرما گئے نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے پڑھایا۔ مرحوم کے پسماندگان و لواحقین سے تعزیت فرمائی۔ اور ان کے آبائی گاؤں جہانگیرہ تحصیل صوابی میں ان کی تدفین ہوئی۔

**مولانا رکن الدین غور غشتی کا انتقال** | شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحب غور غشتوی کے بڑے صاحبزادہ مولانا رکن الدین صاحب عید الاضحیٰ کے بعد اس دار فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مولانا سمیع الحق صاحب ۹ محرم الحرام ان کے گاؤں غور غشتی تشریف لے گئے۔ اور مولانا مرحوم کے صاحبزادوں سے اظہار تعزیت کیا۔ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدینؒ اور مولانا قطب الدینؒ کے مزارات پر فاتحہ بھی پڑھی۔

**قادیان سے اسرائیل تک** | موتمر المصنفین کی شائع کردہ کتاب "قادیان سے اسرائیل تک" کا پہلا ایڈیشن جو شائع ہوتے ہی ہاتھوں ہاتھ لے لیا گیا تھا اور اب عرصہ سے نایاب ہو چکا تھا اور مانگ برابر جاری تھی۔ اب اس کا دوسرا ایڈیشن چھپ کر آ گیا ہے۔ اور موتمر المصنفین کے پتہ پر دستیاب ہے۔

---
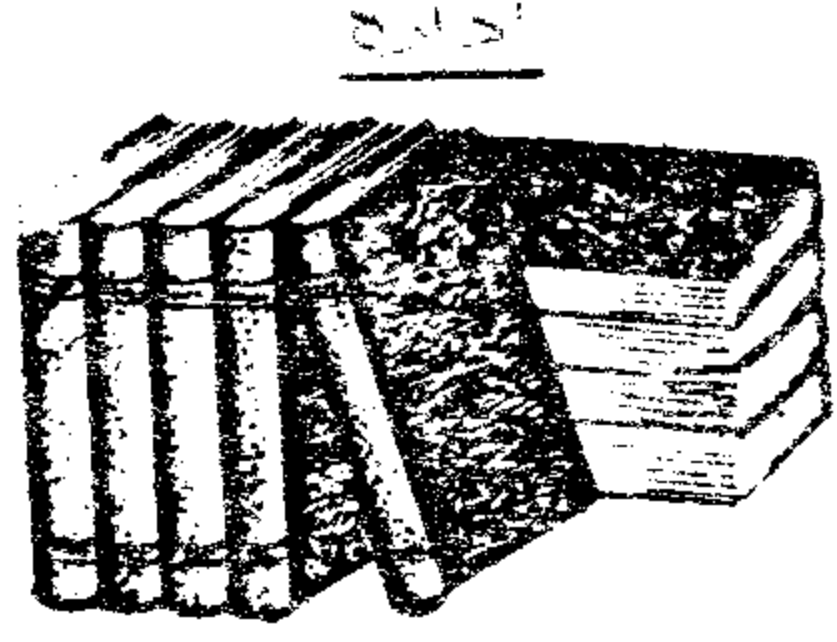
# تعارف و تبصرہ کُتب

**پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم و تربیت** صفحات حصہ اول ۳۹۲ ۔ حصہ دوم ۳۲۶ قیمت ۵ روپے

پتہ مکتبہ رحمانیہ ۔ اردو بازار ۔ لاہور ۔

کتاب کی عظمت اور علمی رفعت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ اس کے مصنّف حضرت العلامہ مولانا سید مناظر احسن گیلانی ہیں جو علمی و ادبی حلقوں میں بڑے محبوب اور بے حد مقبول ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا نکتہ رس نکتہ آفریں ذہن عطا فرمایا تھا ۔ قرآنی آیات، احادیث اور تاریخ کے سرسری بیانات بلکہ معمولی جزئیات سے ایسے حقائق مستنبط کر دیتے اور ان سے ایسے عجیب و غریب نتائج نکالتے کہ عقل ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتی ۔

پیش نظر کتاب دراصل مولانا مرحوم کا ایک علمی مقالہ ہے ۔ جو دارالعلوم دیوبند کے مجلّہ شہیرہ " دارالعلوم " کے ایڈیٹر کی درخواست پر چار پانچ صفحات لکھنے کی نیت سے شروع کیا گیا تھا ۔ پھر کیا ہوا ؟ بقول مؤلف کے " قلم اٹھایا لکھنا شروع کیا، اب میں نہیں جانتا کہ پھر کیا ہوا قلم رواں ہوا، چلا چلتا گیا ...... پانچ صفحوں کے لئے بیٹھا تھا جو اس وقت ۷۵۰ صفحات کی شکل میں آپ کے سامنے ہے ۔ کتاب کیا ہے ؟ مصنّف علّام کے الفاظ میں واقعۃً انہوں نے دل صد پارہ کی قاشیں کاٹ کاٹ کر دنیائے علم کے سامنے رکھ دی ہیں ۔

صحرائے علم کے اس راہرو اور بحرِ علم کے اس غواص کے تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں کیا کیا جگر پارے ہیں جو اس کتاب میں نہیں بکھیرے گئے ۔ گلشن علم کا وہ کون سا پھول ہے جو اس بزم میں نہیں سجایا گیا ۔ بس کتاب کھولنے کی دیر ہے اور ع دربِ دل کشا بہ چمن در آ

نظامِ تعلیم میں دین و دنیا کی تفریق کو ختم کرنے اور صنعت و معاشی فنون کی ضرورت، طلبہ کا معاشی مستقبل، مسلمانوں کی تعلیم کا ابتدائی دور، دماغی تنوّر کے ساتھ ساتھ قلبی تنوّم کا جو فتنہ پھیل رہا ہے اس کا تدارک اور ایسے چند دیگر کلیاتی اہم اور قابل توجہ امور ہیں جن سے کتاب میں بحث کی گئی ہے ۔ طرز تحریر البیلا ہے جس میں خطیبوں کا جوش و برجستگی، عشاق کی مستی اور وارفتگی عقل و جذب کی لطیف آمیزش ہے ۔ کہ مصنّف صاحب قلم بھی ہیں مگر اس سے بڑھ کر صاحب قلب بھی ہیں ۔ مصنف نے اس ایک کتاب میں جو مواد جمع کر دیا ہے یورپ میں پورے پورے ادارے اور منظم جماعتیں کرتی ہیں ۔ تنہا یہی کتاب (بشرطیکہ اس سے صحیح استفادہ کیا جائے ۔) بیسیوں آدمیوں کو مصنف اور محقق بنا سکتی ہے ۔ اور اس سے بڑھ کر موجودہ دینی مدارس کے رو بہ زوال اضمحلال نظام و نصاب

کو نیا ولولہ اور تازگی مل سکتی ہے۔ کتاب پہلے دو جلدوں میں ندوۃ المصنفین دہلی سے نہایت عمدہ شکل میں چھپی تھی یہ ان دونوں جلدوں کا یکجا کردہ عکسی ایڈیشن ہے اور اگر ندوۃ المصنفین کی اجازت کے بغیر کیا گیا ہے تو یہ مسلمانوں کے عظیم علمی اداروں کے ساتھ صریح زیادتی ہے۔ (عبدالقیوم حقانی)

**النظام العقائدی فی الاسلام (عربی)** تالیف محمد آصف الافغانی۔ صفحات ۱۹۲ قیمت درج نہیں
ناشر:۔ ادارۃ البحوث والدعوۃ الاسلامیہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ زرگری کوہاٹ

مصنف نے اسلام کے بنیادی عقائد کی دلنشیں تشریح کے ساتھ ساتھ اصحاب زیغ وضلال کے شبہات کے ازالہ کا بھی اہتمام کیا ہے۔ اور وجود باری تعالیٰ پر فلاسفہ فرنگ کے افکار تاریخ اشتراکیت اور اس کے ارتقاء کے بارے میں ابتدائی معلومات ملائکہ وشیاطین میں فرق ووجہ تفریق مباحث اعجاز القرآن و دیگر کتب سماویہ کے متعلق بہترین مواد فراہم کیا ہے۔ مصنف کی محنت قابل داد ہے۔ کتاب کی خوبی یہ ہے کہ سلیس بامحاورہ ادبی اسلوب میں دل و دماغ کے لئے نہایت ہی نشاط انگیز ہے۔ صوری لحاظ سے بھی دیدہ زیب کاغذ اعلیٰ اور کتابت ٹائپ شدہ۔

جامعہ زرگری میں ہمارے حقانی رفقاء مولانا نصیب علی شاہ۔ مولانا انیس الرحمان۔ مولانا حسین احمد و دیگر فضلاء حقانیہ اس علمی تحریری اور اشاعتی سرگرمیوں کے روح رواں ہیں۔ اس لحاظ سے یہ مساعی دارالعلوم حقانیہ ہی کے لئے سرمایہ افتخار ہیں۔ (ر-ا-ف)

**حضرت محمد رسول اللہ ﷺ** مصنف حافظ ارشاد احمد دیوبندی۔ صفحات ۱۳۶۔ قیمت ۱۲ روپے
ناشر: افضل لائبریری ظاہر پیر۔ ضلع رحیم یار خان۔

آج جب کہ ایک طرف زندگی کے ہر موڑ پر بے اطمینانی و بے چینی، الحاد و دہریت کے مہیب سائے منڈلاتے نظر آتے ہیں تو دوسری جانب فرش سے لے کر عرش تک ہر شخص پر بے اعتمادی و بداعتقادی کا بھوت سوار ہے۔ ان حالات میں صاحب سیرت کی سیرت کا مطالعہ از حد ضروری ہو گیا ہے۔ تاکہ دولت ایقان وطمانیت کے ساتھ ساتھ پر کیف وسرور آور زندگی سے بہرہ یاب ہوں۔ زیر نظر کتاب مؤلف نے یہی نکتہ پیش نظر رکھتے ہوئے لکھی ہے۔ جس میں ادبی چاشنی کے ساتھ ساتھ ناصحانہ رنگ نے کتاب کی افادیت میں اضافہ کیا ہے۔

آخری باب علمائے دیوبند بآستانہ رسالت مآب نہایت ہی قابل مطالعہ ہے۔ جس میں مؤلف نے حضرات علمائے دیوبند کا حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ والہانہ عشق وعقیدت کی ایک جھلک دکھائی ہے۔ مجموعی طور سے کتاب معلومات افزاء اور لائق تحسین ہے افادہ عام کی خاطر قیمت میں کمی زیادہ مناسب ہوگی۔ (ر-ا-ف)

**ارشاد الطالبین** مصنف:۔ مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ۔
مترجم۔ مولانا ڈاکٹر غلام محمد صاحب کراچی۔ صفحات ۱۱۷ قیمت ۵۰/۷ روپے

ملنے کا پتہ ۔ مکتبہ اسحاقیہ، جونا مارکیٹ ۔ کراچی ۲

کسی تصنیف کی عظمت کا اندازہ مصنف کے علو مرتبت سے لگایا جاتا ہے۔ ارشاد الطالبین کا مصنف علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (جیسا کہ مترجم نے بجا فرمایا ہے) کہ بیک وقت مفسر و محدث بھی اور فقیہہ و متکلم بھی ہے اور صاحب کمال معرفت بھی، اہل قلم بھی اور صاحب ارشاد بھی تھے۔ اور جن کو فقیہہ الہند شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بیہقی وقت کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے شیخ مرزا مظہر جان جاناںؒ (جن کے ساتھ آپ کی والہانہ عقیدت کا اندازہ تفسیر مظہری سے لگایا جاتا ہے۔ کہ اپنی مشہور تفسیر کی نسبت آپ کے اسم گرامی کی طرف ہے) کا ارشاد ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ قیامت کے دن بندہ سے پوچھے کہ ہماری بارگاہ میں کیا تحفہ لائے ہو۔ عرض کروں گا ثناء اللہ پانی پتی کو۔ ارشاد الطالبین ایسے جلیل القدر مصنف کی تصنیف ہے۔

اصل رسالہ فارسی زبان میں ہے۔ مؤلف نے سبب تالیف میں فرمایا ہے کہ ولایت و اولیاء ان کے مرتبہ و مقام صحو و سکر کے متعلق لوگوں کے خیالات میں افراط و تفریط پایا جاتا ہے۔ اس لئے میرا جی چاہا کہ ایسی مختصر کتاب لکھوں کہ لوگوں کو حالات کی حقیقت معلوم ہو جائے۔ اور افراط و تفریط و تقصیر سے باز رہیں۔

مترجم نے اس غرض سے اس کا ترجمہ کیا ہے کہ آج کل پیر کامل و عارف مکمل کی شناخت و دریافت شکار عنقا کے مترادف ہے۔ اور اس رسالے میں مصطلحات تصوف و تشریح و تعبیر کے ساتھ ساتھ وہ اوصاف ذکر کئے ہیں جو مرشد کامل کی یافت کا ذریعہ بن سکیں۔ فی زمانہ اکثر خانقاہیں بدعات کی زد میں ہیں۔ اور تو اور کئی مجددی شعبوں اور مجددی خانقاہیں بھی اس کی لپیٹ سے محفوظ نہیں۔ حالاں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ ہمیشہ بدعات کے قلع قمع اور احیائے سنت کے لئے سینہ سپر رہے جس پر آپ کے مکاتیب گواہ ہیں۔

مؤلف علّام کا تعارف شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے ہے۔ مترجم مولانا ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے اس کا ترجمہ کر کے اردو دان طبقہ پر احسان کے ساتھ رہ نوردان سلوک کے لئے زاد سلوک مہیا کیا ہے (م۔ا۔ف)

UF

یونی فوم

جی نہیں! یہ نام کسی کیلئے بھی نیا نہیں
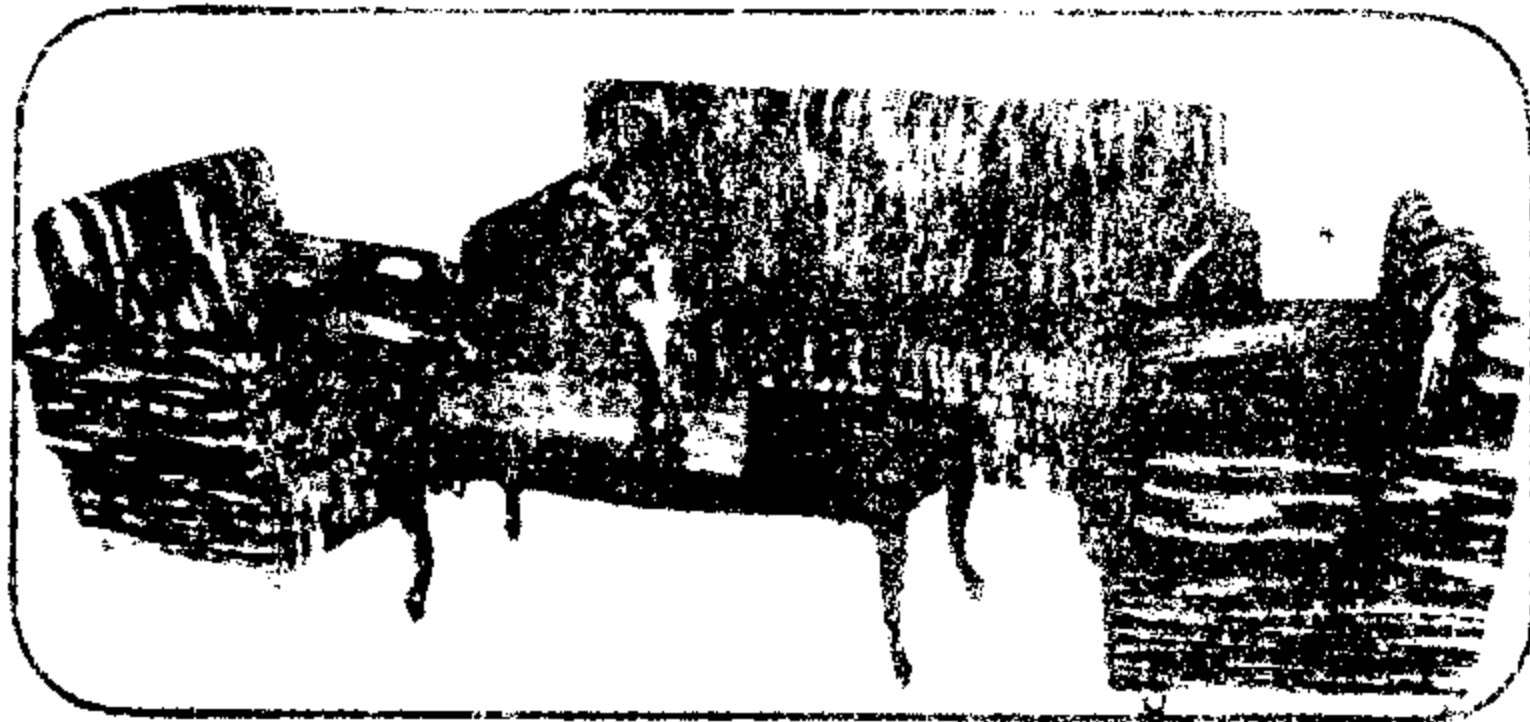
مشہور زمانہ
یونی فوم
کے
گدے تکیئے اور کشن
دیرپا، نرم اور آرام دہ ہوتے ہیں
باذوق گھرانوں، دفتروں، اعلیٰ ہوٹلوں
سب جگہ حد درجہ مقبول

UNIFOAM

جدید ترین آٹومیٹک پلانٹ پر تیار کردہ

Stockist:
**Yusaf Sons**
Babu Bazar, Rawalpindi Saddar Phone: 66754-63932

# INTERMEDIATE
## (Pre-Engineering) QUALIFICATION
## makes youngmen eligible to become Commissioned Officers IN Pakistan Navy

**Lead an honourable, adventurous and rewarding career while sailing, flying and diving over, above and under the sea alongwith those who guard Pakistan's sea frontiers and maritime interests.**
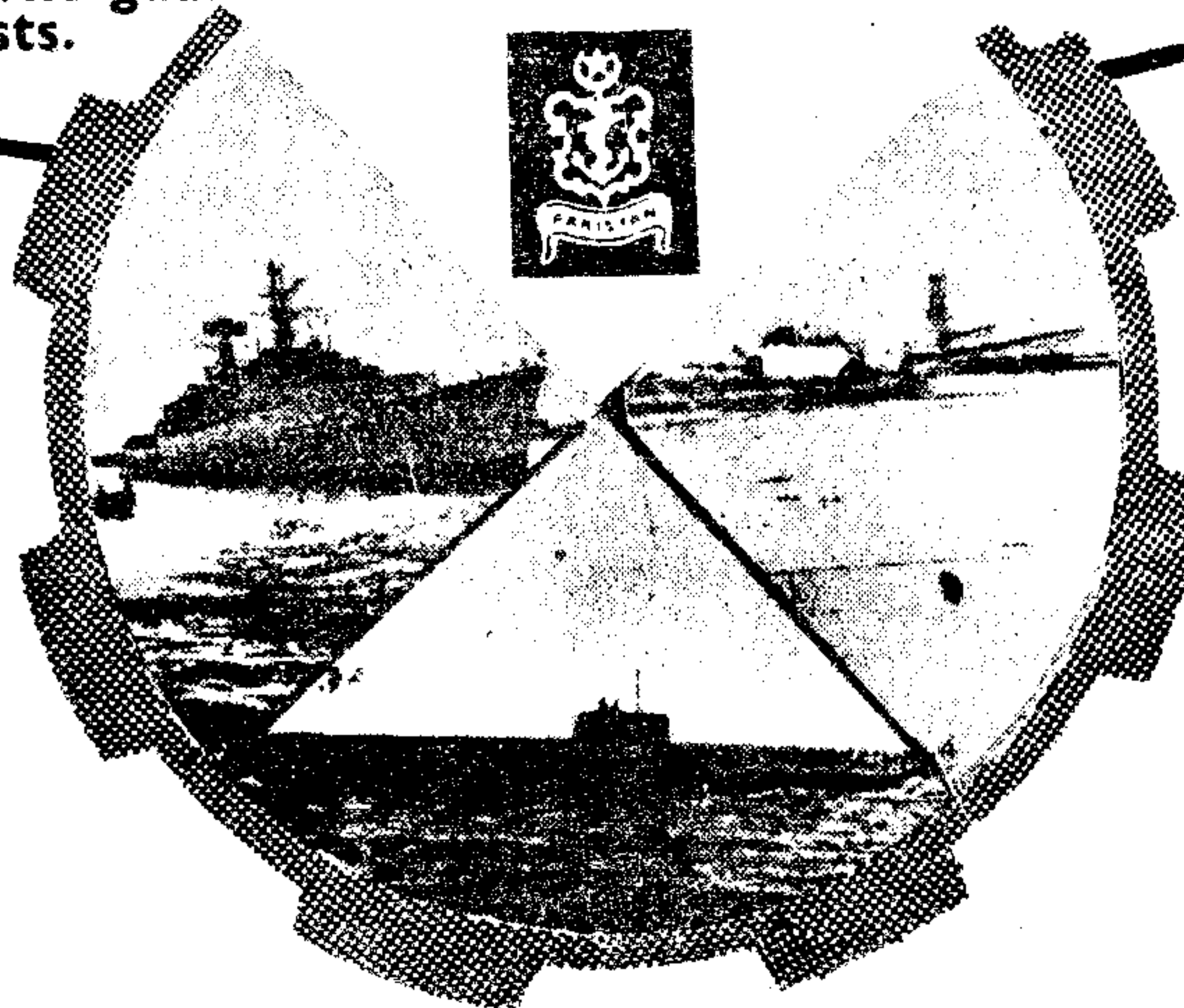
Applications are invited from youngmen keen to get higher education and to become permanent commissioned officers in the Pakistan Navy provided they fulfil the following conditions:-

AGE: On Ist January 1984.

a. Civilian candidates 16½ to 21 years

b. Enrolled members of the Armed Forces. 17 to 23 years

EDUCATIONAL QUALIFICATIONS:

Higher Secondary School Certificate examination/F.Sc. (Pre-Engineering Group) with English, Maths, Physics and Chemistry.

OR

Higher Cambridge School Certificate/GCE ('A' level) with Mathematics and Physics

OR

Diploma of Associate Engineers

OR

One of the above mentioned qualifications or equivalent for service candidates.

NOTE : Candidates appearing in F. Sc. (Pre-Engg) examination in 1984 are eligible to apply.

MARITAL STATUS:

Unmarried (not applicable to Service Candidates).

INELIGIBLE:

- Those rejected twice by ISSB or declared unfit by an Appeal Medical Board

SELECTION PROCEDURE:

1. Written Examination in English, Maths, Physics and General Knowledge on 12 & 13 January 1984.
2. Medical Examination at one of the Military Hospitals.
3. Tests/Interviews at ISSB.
4. Final selection at Naval Headquarters.

TRAINING:

1½ year as Cadet and one year as Midshipman. Selected cadets are sent abroad for training.

PAY AND ALLOWANCES:

a. During training

As Cadets - Rs. 700 per month

As Midshipmen - Rs. 1500 per month.

Plus free messing, accommodation uniform etc., and other allowances as admissible.

b. On being Commissioned as Ag. Sub Lieutenant - Rs. 1750 P.M.

Plus other allowances and facilities as admissible.

ADDITIONAL INFORMATION:

For obtaining application forms and additional information write or visit any of the following:-

a. Naval Headquarters (Directorate of Recruitment) Islamabad - (Tele: 21890).

b. Naval Recruiting Office 7 Liaquat Barracks, Rafiqui Shaheed Road Karachi - (Tele: 516434).

c. Naval Recruiting Office, D-85, 6th Road, Satellite Town, Rawalpindi-(Tele: 40464).

d. Naval Recruiting Office, 23/F Zafar Road, Lahore Cantt. - (Tele: 370498).

e. Naval Recruiting Office, 57–G Sher Shah Road, Multan Cantt. - (Tele: 30109).

**for receipt of applications at Naval Headquarters, Directorate of Recruitment, Islamabad.** **LAST DATE 30th NOV 1983**

PID/Islamabad./ ADGROUP

# باہمت لوگ
# عظیم کارنامے
## پی ایم اے لانگ کورس کے ذریعہ
## آرمی میں کمیشن حاصل کیجئے

۱- مندرجہ ذیل شرائط پوری کرنے پر آرمی آپ کو پی ایم اے لانگ کورس کے ذریعہ کمیشن حاصل کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے:-

الف- عمر (یکم اپریل ۱۹۸۴ء کو)

(۱) سویلین ۱۷ تا ۲۲ سال

(۲) سروس پرسونیل (صرف مسلح افواج کے) ۱۷ تا ۲۳ سال

(۳) عمر میں رعایت نیشنل سروس ٹریننگ (صرف مجاہد/جانباز فورس) میں گزاری ہوئی اصل مدت کے لئے دی جائے گی جس کے لئے ٹریننگ کی تکمیل کا سرٹیفکیٹ پیش کرنا ہوگا۔

ب- ازدواجی حیثیت- غیر شادی شدہ (تاہم ۲۰ سال سے زائد عمر کے سروس پرسونیل شادی شدہ ہونے کی صورت میں بھی اہل ہونگے۔)

ج- کم از کم تعلیمی قابلیت- انٹرمیڈیٹ یا مساوی

نوٹ:- وہ طلباء بھی درخواست دینے کے اہل ہیں جنہوں نے انٹرمیڈیٹ کا امتحان دیا ہو۔ تاہم انہیں آئی ایس ایس بی کے روبرو پیش نہیں کیا جائے گا اور اگر وہ مطلوبہ تعلیمی معیار حاصل نہ کرسکیں اور اپنے امتحان کے نتائج سے پی اے ڈائریکٹریٹ پی اے ۳ (اے)، جی ایچ کیو، راولپنڈی کو بروقت مطلع نہ کرسکیں تو ان کی درخواست منسوخ کردی جائے گی۔

۲- ٹریننگ کی مدت- پاکستان ملٹری اکیڈمی، کاکول میں دو سال۔ کورس کی کامیابی سے تکمیل پر کیڈٹس کو پی ایم اے میں ان کی کارکردگی کی بنیاد پر بی اے/بی ایس سی کی ڈگری دی جاتی ہے۔

۳- شہریت- لازمی طور پر پاکستان کے مرد شہری ہوں- آزاد کشمیر کے باشندے اور اسٹیٹ سبجیکٹ کلاس I بھی اہل ہونگے۔ (تاہم انہیں پشتینی سرٹیفکیٹ پیش کرنا ہوگا۔)

۴- نااہلیت:-

الف- وہ امیدوار جنہیں آئی ایس ایس بی/سینٹرل سلیکشن بورڈ نے دو مرتبہ اسکرین آؤٹ یا "نامنظور" کیا ہو۔

ب- وہ امیدوار جسے آرمڈ فورسز اپیل میڈیکل بورڈ نے طبی طور پر غیر موزوں قرار دیا ہو۔

ج- وہ امیدوار جسے عام میڈیکل بورڈ نے طبی طور پر مستقلاً غیر موزوں قرار دیا ہو تاوقتیکہ اپیل میڈیکل بورڈ اسے فٹ قرار نہ دے دے۔

د- وہ امیدوار جو آرمی، نیوی یا ایئر فورس ٹریننگ اکیڈمی/اسٹیبلشمنٹ سے مستعفی ہوئے یا واپس بلائے گئے یا گورنمنٹ سروس/آرمڈ فورسز سے ہٹائے/نکالے/برخاست کئے گئے۔ (تاہم وہ کیڈٹس اہل ہونگے جنہیں ایئر فورس اکیڈمی سے صرف میلان پرواز کی کمی کے باعث واپس بلایا گیا ہو۔

۵- ابتدائی انتخاب-

الف- اہل امیدواروں کو چاہئے کہ وہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۳ء سے ۱۷ نومبر ۱۹۸۳ء کے دوران کسی بھی کام کے دن صبح آٹھ بجے مندرجہ ذیل میں سے کسی بھی جگہ پر واقع آرمی سلیکشن اینڈ ریکروٹمنٹ سینٹر پر ابتدائی انتخاب کے لئے ذاتی طور پر پیش ہوں:-

| | |
|---|---|
| (۱) پشاور | (۵) حیدرآباد |
| (۲) راولپنڈی | (۶) کراچی |
| (۳) لاہور | (۷) کوئٹہ |
| (۴) ملتان | |

ب- درخواست فارم آرمی سلیکشن اینڈ ریکروٹمنٹ سینٹرز پر فراہم کئے جائیں گے۔

۶- ابتدائی انتخاب سے مستثنیٰ

جو افراد پچھلے کسی پی ایم اے لانگ کورس کے امیدوار کی حیثیت سے آئی ایس ایس بی کے امتحانات دے چکے ہوں انہیں آرمی سلیکشن اینڈ ریکروٹمنٹ سینٹرز کے روبرو ابتدائی انتخاب سے مستثنیٰ قرار دیا جاسکتا ہے بشرطیکہ ان کے پاس اس امر کا تحریری ثبوت موجود ہو کہ آئی ایس ایس بی نے انہیں ناٹ ریکمنڈڈ قرار دیا ہے اور وہ اپنی درخواستیں آرمی سلیکشن اینڈ ریکروٹمنٹ سینٹرز کی وساطت سے جی ایچ کیو، پی اے ڈائریکٹریٹ، پی اے ۳ (اے) کو بھیجیں۔

۷- حتمی انتخاب

الف- منظور کردہ امیدواروں کی درخواستیں آرمی سلیکشن اینڈ ریکروٹمنٹ سینٹرز کی جانب سے جی ایچ کیو کو بھیجی جائیں گی جہاں ان کے انٹرمیڈیٹ امتحان میں حاصل شدہ مارکس کی بنیاد پر ایک میرٹ لسٹ تیار کی جائے گی۔ اس موقع پر جو نامنتخب قرار پائیں گے انہیں جی ایچ کیو (پی اے ڈائریکٹریٹ) کی طرف سے مطلع کردیا جائے گا۔

ب- جی ایچ کیو کی طرف سے منتخب کردہ امیدواروں کا ملٹری اسپتالوں میں ایک میڈیکل بورڈ طبی معائنہ کرے گا۔

ج- طبی طور پر موزوں قرار دیئے جانے والے امیدواروں کا آئی ایس ایس بی میں ٹیسٹ/انٹرویو لیا جائے گا۔

د- حتمی انتخاب جی ایچ کیو میں کیا جائے گا۔

نوٹ:-

۱- ابتدائی انتخاب کے لئے پیش ہوتے وقت مندرجہ ذیل دستاویزات اپنے ہمراہ لانا نہ بھولیں:-

الف- چار عدد پاسپورٹ سائز فوٹو جو کسی افسر (گزیٹڈ کلاس I) سے باقاعدہ تصدیق شدہ ہوں۔

ب- اصل انٹرمیڈیٹ سرٹیفکیٹ/پروویژنل سرٹیفکیٹ۔

ج- پرنسپل/کلاس I گزیٹڈ افسر کا جاری کردہ کریکٹر سرٹیفکیٹ۔

د- شہریت کا سرٹیفکیٹ اگر ۱۳ اپریل ۱۹۵۱ء کے بعد پاکستان ہجرت کی ہو۔

ہ- نیشنل سروس ٹریننگ (صرف مجاہد/جانباز فورس) کا ڈسچارج سرٹیفکیٹ (ٹریننگ کرنے کی صورت میں) جس پر ٹریننگ کی مدت درج ہو۔

و- پشتینی سرٹیفکیٹ (ان امیدواروں کے لئے جو آزاد کشمیر کے باشندے اور اسٹیٹ سبجیکٹ کلاس I ہوں۔)

ز- ہر تعلیمی سرٹیفکیٹ کی دو عدد فوٹو کاپیاں جو پرنسپل/کلاس I گزیٹڈ افسر سے باقاعدہ تصدیق شدہ ہوں۔

۲- سرونگ پرسونیل سرکاری طریقہ پر آرمی سلیکشن اینڈ ریکروٹمنٹ سینٹرز سے رابطہ قائم کریں۔

۳- منظور کردہ سرونگ پرسونیل کی درخواستیں آرمی سلیکشن اینڈ ریکروٹمنٹ سینٹرز کی جانب سے جی ایچ کیو بھیجی جائیں گی۔ جو متعلقہ کمانڈنگ آفیسر کی طرف سے باقاعدہ تکمیل شدہ اور تصدیق شدہ ہوں گی۔

کنول لنن، صنم پاپلین
بے نظیر پاپلین
کہکشاں پرنٹس
کمانڈر پاپلین
پریذیڈنٹ لان
جمال ۳۰۰۰ پاپلین
جمال ۵۰۰۰ لان
دلکش
دلنشیں
دلفریب
حسین کے پارچہ جات
مرد و دونوں کے ملبوسات کیلئے موزوں۔ حسین کے پارچہ جات، شہر کی ہر بڑی دکان پر، دستیاب ہیں۔
حسین کے خوبصورت پارچہ جات نہ صرف آنکھوں کو بھلے لگتے ہیں، بلکہ آپ کی شخصیت کو بھی، نکھارتے ہیں۔ خواہ آپ کہیں بھی ہوں!
HUSSAIN
FABRICS
خوش پوشی کے پیش رو
حسین ٹیکسٹائل ملز
حسین انڈسٹریز لمیٹڈ کراچی
کا ایک ڈویژن

پاکستان کا
نمبر
1
بائیسکل
SOHRAB
سہراب

ایگل
ایک عالمگیر
قلم
خوشخط
رواں اور
دیرپا۔
اسٹیل
کے
سفید
اریڈیم ٹپڈ
نب کے
ساتھ
EAGLE
EAGLE
IRIDIUM
ہر
جگہ
دستیاب
آزاد فرینڈز
اینڈ کمپنی لمیٹڈ

اعلیٰ بناوٹ
دِل کش وضع
دِل فریب رنگ کا
حسین امتزاج
دُنیا کے مشہور
SANFORIZED
REGISTERED TRADE MARK
سنفورائزڈ پارچہ جات
سکڑنے سے محفوظ
۲۰ ایس سے ۸۰ ایس کی سُوت کی
اعلیٰ بناوٹ
گل احمد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ
ستار چیمبرز
۲۹- ویسٹ وارف کراچی
تارکا پتہ :- آباد ملز

ٹیلیفون
۲۳۳۹۴ ، ۲۳۸۶۰۵
۲۳۵۵۳۹

MFTM-5-77 Asiatic
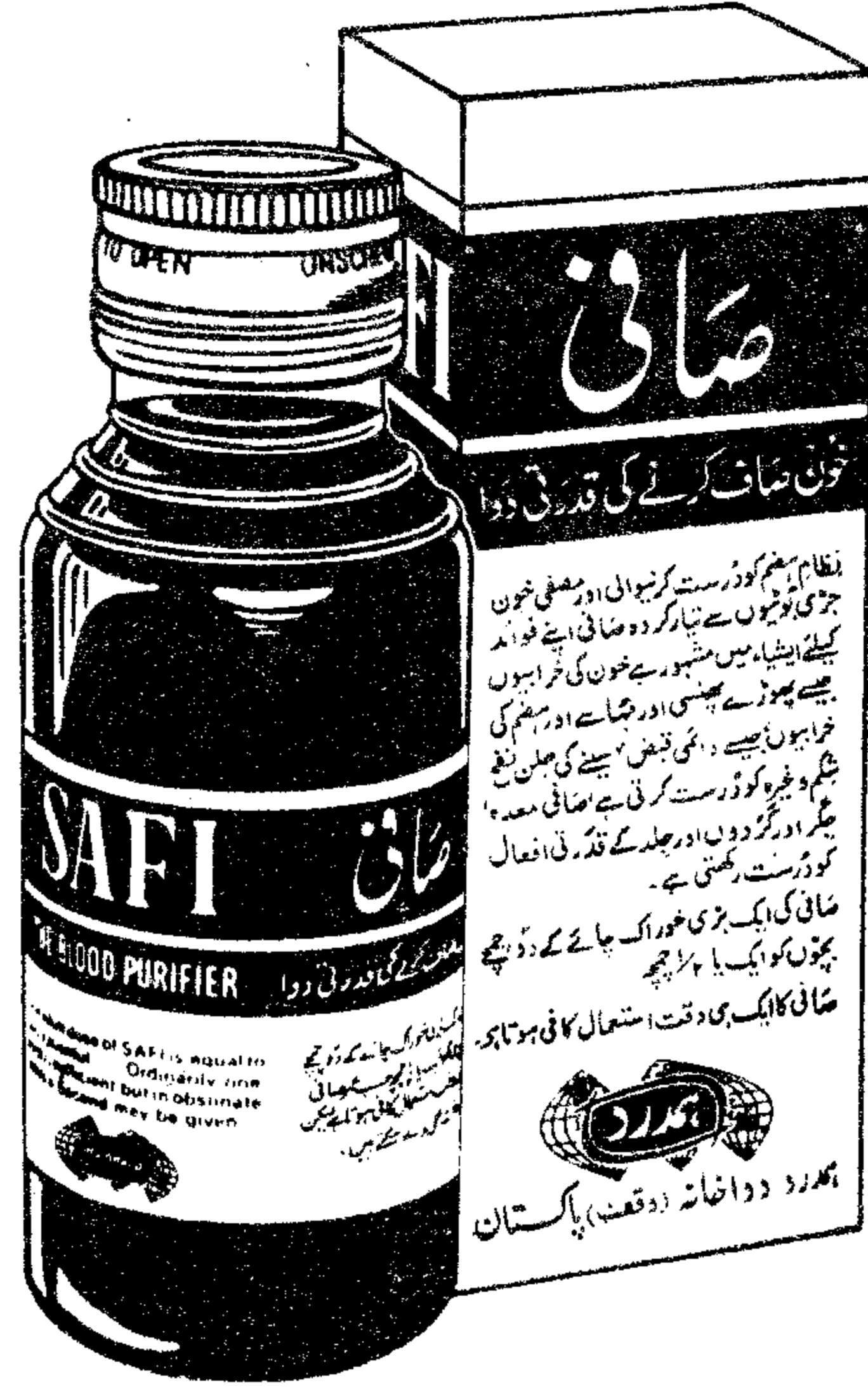
صاف اور صحت بخش خون ہی
انسان کی اچھی صحت کا ضامن ہوتا ہے۔

خون میں فاسد مادّوں کی پیدائش سے پھوڑے پھنسیاں،
خارش، دانے اور مہاسے وغیرہ جسم پر نمودار ہونے لگتے ہیں۔
ہمدرد کی صافی خون کو صاف اور صحت مند رکھتی ہے۔

صافی کا باقاعدہ استعمال جِلدی بیماریوں
سے محفوظ رہنے اور خون کی صفائی کا مفید ذریعہ ہے۔

جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ
صافی
سے خون بھی صاف
جِلد بھی صاف

ہم خدمت خلق کرتے ہیں

آوازِ اخلاق
بدزبانی ذہن کا سرطان ہے

ADARTS HSF-1/82

# کوٹیشن برائے اینٹ/پتھر/ریت/بجری

زیر دستخطی کو مندرجہ ذیل اشیاء بمقام کالام فراہمی کے لئے سربمہر کوٹیشن مورخہ ۱۵/اکتوبر ۱۹۸۳ء بوقت دس بجے صبح تک مطلوب ہیں۔ جو کہ تاریخ اور وقت مقررہ پر زیر دستخطی کے دفتر واقع آفالکوسٹ مینگورہ میں موجود حضرات کے سامنے کھولے جائیں گے۔ کوٹیشن بذریعہ ڈاک بھیجنے کے علاوہ تاریخ مقررہ پر زیر دستخطی کے دفتر میں رکھے ہوئے بکس میں بھی ڈالے جا سکتے ہیں۔

۱۔ اینٹ تعدادی ۔ 1,10,000 فسٹ کلاس

۲۔ پتھر 2800 مکسر فٹ

۳۔ ریت/بجری 4500 مکسر فٹ

## شرائط کوٹیشن

۱۔ اینٹ کے لئے نرخ بحساب فی ہزار اور پتھر/ریت/بجری کے لئے فی سو مکسر فٹ دینے ہوں گے۔

۲۔ کسی بھی کوٹیشن کو افسر مجاز وجہ بتائے بغیر مسترد کر سکتا ہے۔

۳۔ تعداد بالا میں کمی بیشی ممکن ہے۔

۴۔ کوٹیشن کے ہمراہ مبلغ پانچ ہزار روپے کا کال ڈپازٹ پیش کرنا ہوگا۔ کال ڈپازٹ کے بغیر کوٹیشن پر کوئی غور نہیں کیا جائے گا۔

۵۔ کوٹیشن کی منظوری کے سات دن کے اندر اندر اشیاء بمقام کالام فراہم کرنا ہوگا۔ ورنہ زر ضمانت ضبط کیا جائے گا۔

پراجیکٹ ڈائریکٹر/مہتمم جنگلات
سوات

# ٹینڈر نوٹس

مندرجہ ذیل کام کے لئے گورنمنٹ کے محکمہ تعمیرات و عمارات کے منظور شدہ ٹھیکیداروں اور فرموں سے جنہوں نے سال ۱۹۸۴ء کے لئے اپنی سالانہ فیس جمع کرادی ہے سے ٹینڈرز مطلوب ہیں۔

۱۔ ٹینڈر فارم ۱۰/12/83 کو جاری کئے جائیں گے۔

۲۔ اور اسی دن 12 بجے تک وصول کئے جائیں گے۔ اسی دن ٹھیکیداروں یا ان کے نمائندوں کی موجودگی میں کھولے جائیں گے۔

۳۔ ٹینڈر فارم کے لئے ایک دن پہلے یعنی ۹/10/83 کو درخواست دینی ہوگی۔

۴۔ ٹینڈرز بذریعہ تار یا بذریعہ ڈاک وصول نہیں کئے جائیں گے۔

۵۔ زرضمانت ایگزیکٹو انجینئر بلڈنگ پروجیکٹ نمبر ا پشاور کے نام بصورت کال ڈپازٹ وصول کی جائے گی۔

۶۔ افسر مجاز کسی ایک یا تمام ٹینڈروں کو مسترد کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہے۔

۷۔ کام سے متعلق دیگر شرائط و ضوابط اور تفصیلات کسی بھی دن زیر دستخطی کے دفتر سے اوقات کام کے دوران حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

| نمبر شمار | کام کا نام | تخمینہ لاگت | زرضمانت | میعاد | ٹینڈر کھولنے کی تاریخ |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱۔ | تعمیر عمارت برائے گورنمنٹ کالج پبی | 19,00,000 | 38000 | 18 ماہ | 10 . 10 . 83 |
| ۲۔ | سول ورک | | | | |
| ۳۔ | واٹر سپلائی اور سینٹری انسٹالیشن | | | | |

ایگزیکٹو انجینئر
بلڈنگ پراجیکٹ ڈویژن نمبر ا پشاور

INF (P) 2168

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا
ہم معدنی دولت فراہم کرتے ہیں
ہم جان جوکھوں میں ڈال کر اور بے رحم و صبر آزما حالات سے جنگ کرتے ہوئے صنعتی اور معاشی ترقی کے لئے انتہائی ناگزیر معدنی دولت فراہم کرتے ہیں۔
پاکستان معدنی ترقیاتی کارپوریشن کانکنی کے شعبے میں خصوصی مہارت کی علمبردار ہے اور معدنی پیداوار حاصل کرنے کے لئے اسے تقریباً دس ہزار کارکنوں (جن میں جیو سائنٹسٹس، انجینیرز کانکن اور دیگر ہنرمند بھی شامل ہیں) کا بیش بہا تعاون حاصل ہے۔ ۱۹۷۴ء میں اپنے قیام کے بعد سے پاکستان معدنی ترقیاتی کارپوریشن نے ملک کی معدنی دولت کی تلاش، کانکنی اور مارکیٹنگ کی جانب تیزی سے پیش قدمی کی ہے اور راہ ترقی پر پورے جوش و خروش سے گامزن ہے۔
پاکستان معدنی ترقیاتی کارپوریشن ۔ ملک میں معدنی ترقی کے لئے کوشاں
PMDC
پاکستان معدنی ترقیاتی کارپوریشن
پی۔آئی۔ڈی۔سی ہاؤس۔کراچی
ADGROUP
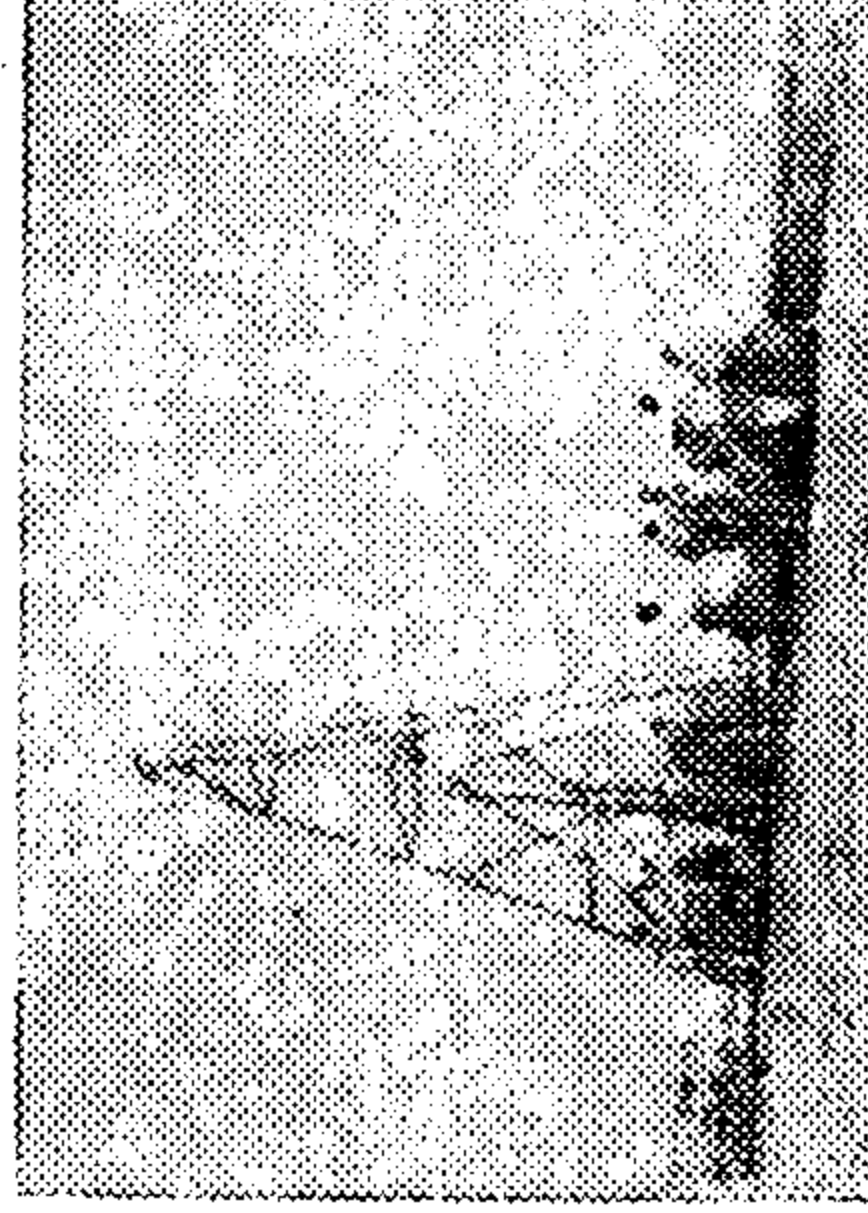
يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ
اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

**PREMIER TOBACCO INDUSTRIES LIMITED**

(پاکستان میں تشکیل شدہ)
قائم شدہ ۱۹۴۱

# زراعت پر ہماری معیشت کا انحصار ہے۔
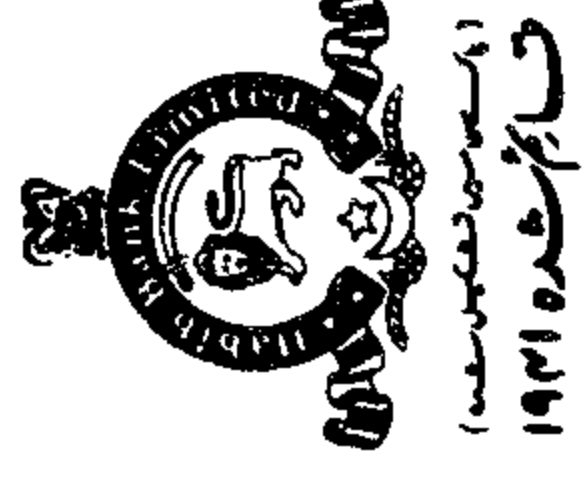
زراعت کو ہم سب بجا طور پر فوقیت دیتے ہیں۔ چھوٹے زرعی قرضوں کی اسکیم کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ الحمدللہ ملک خوراک میں خودکفالت کی جانب گامزن ہے اور ہماری منزل پاکستان کو خوراک برآمد کرنے والا ملک بنانا ہے۔ اب ضرورت صرف اپنی کوششوں کو تیز تر کرنے کی ہے۔

حبیب بینک، قومی خدمت کے بیالیسویں سال میں کسانوں کو قرضہ جات فراہم کرکے ملک کی زرعی پیداوار بڑھانے میں بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔

**حبیب بینک لمیٹڈ**

manhattan international

PID (Islamabad)

شراکت کی بنیاد پر اسلامی اصولوں کے مطابق کاروبار شروع کرنیوالا پہلا قومی ادارہ

امانیہ قومی سرمایہ کاری

# این آئی ٹی

این آئی ٹی، یونٹوں پر اور بھی بہتر اور ہمیشہ سے بڑھکر

منافع پیش کرتا ہے

امانیہ قومی سرمایہ کاری (نیشنل انوسٹمنٹ ٹرسٹ) جس نے اسلامی طریقہ کار کے مطابق سب سے پہلے شراکت کی بنیاد پر کاروبار کا آغاز کیا تھا، خدا کے فضل و کرم سے اپنے غیر سودی کاروبار کا دوسرا سال بخیر و خوبی مکمل کرلیا ہے۔

- این آئی ٹی نے سال ۸۱ - ۱۹۸۰ء کیلئے ۳۵ء۱ روپے فی یونٹ کی شرح سے منافع کا اعلان کیا ہے۔ یہ منافع این آئی ٹی کی ابتدار سے ابتک دیا جانے والا سب سے زیادہ منافع ہے۔
- ٹرسٹ کو ۸۱ - ۱۹۸۰ء میں ۵ء۱۱۸ ملین روپے کی آمدنی ہوئی جو پچھلے سال کے مقابلہ میں ۴ء۱۵ ملین روپے یا ۱۵ فیصد زیادہ ہے۔
- حصص سے منافع کی آمدنی میں بھی ۲۳ ملین روپے یا ۲۶ فیصد کا اضافہ ہوا۔
- ٹرسٹ کی سرمایہ کاری کی مالیت اصل قیمت کے مطابق ۸۰۰ ملین روپے اور موجودہ قیمت کے لحاظ سے ۱۰۹۰ ملین روپے رہی اسطرح اثاثوں کی مالیت میں ۵۲ ملین روپے کا اضافہ ہوا۔
- ۳۵ء۱ روپیہ فی یونٹ کے منافع سے یونٹ پر منافع کی شرح ۹۵ء۱۱ فی صد بنتی ہے جبکہ

۸۲ - ۱۹۸۱ء کے لئے حکومت سے منظور شدہ کم ازکم شرح منافع ۴۰ء۱ روپے فی یونٹ سے یونٹ پر شرح منافع ۴۴ء۱۲ فی صد بنے گی۔ یونٹ پر حکومت کی منظور شدہ کم ازکم شرح منافع اسلامی نظریاتی کونسل سے توثیق شدہ ہے اور غیر سودی کاروبار کے اصولوں کے مطابق ہے۔

منافع کے علاوہ یونٹ پرٹیکس کی مراعات بھی حاصل رہینگی۔

## این آئی ٹی یونٹ خرید کر
## ملکی خوشحالی کے فروغ میں حصّہ لیجیئے

این آئی ٹی - امانیہ قومی سرمایہ کاری

**نیشنل انوسٹمنٹ ٹرسٹ لمیٹڈ**

کراچی ۲۲۲۰۵۷-۵۹ • لاہور ۴۴۲۵۸ ۶۸۱۳۳

راولپنڈی ۶۴۲۱۵ • اسلام آباد ۲۸۶۱۱ • پشاور ۷۳۸۲۸ • کوئٹہ ۷۰۱۳

حیدرآباد ۲۱۶۹۳ • ملتان ۷۵۲۱۵ • فیصل آباد ۲۶۸۵۶ • میرپور (آزاد کشمیر) ۲۳۴

United

PID 18/81

# ٹینڈر مطلوب ہیں

عالمی بینک / بین الاقوامی ترقیاتی ایسوسی ایشن کے کریڈٹ نمبر PAK 1157 کے تحت مندرجہ ذیل سامان کی فراہمی کے لئے ٹینڈر مطلوب ہیں صرف ان ممالک کے تیار کنندگان یا سپلائرز پیشکش دے سکتے ہیں جو تائیوان (TAIWAN) اور سوئٹزرلینڈ کے انٹرنیشنل بینک برائے ری کنسٹرکشن اور ڈویلپمنٹ کے ممبر ہوں۔

ٹینڈر فارم جو تین سیٹ پر مشتمل ہے ۲۵۰/- پاکستانی روپے یا اسکے مساوی غیر ملکی کرنسی کے عوض بینک ڈرافٹ یا بذریعہ منی آرڈر بنام مکتوب الیہ یا نقد رقم کی صورت میں مندرجہ ذیل پتے پر بھیج کر حاصل کئے جا سکتے ہیں یہ رقم ناقابل واپسی ہے۔

ٹینڈر دہندگان کسی ایک یا تمام اشیاء کے نرخ دے سکتے ہیں اور یہ کہ خریدار ان میں سے کوئی ایک یا تمام اشیاء کی پیشکش منظور کر سکتا ہے تاہم پیشکش کے شیڈول میں وضاحت شدہ مقدار سے کم کے لئے دیئے گئے ٹینڈروں پر غور نہیں کیا جائے گا۔

ٹینڈر دہندگان کو پیشکش کی کل مالیت دو فیصد کی مساوی رقم بطور زر بیعانہ ادا کرنا لازمی ہے جو فرمیں کم سے کم اور قابل قبول نرخوں پر سامان کی فراہمی کی پیشکش دیں گی انہیں آرڈر کی وصولی سے پہلے متعلقہ اشیاء کے نمونے بطور ٹیسٹ فراہم کرنے ہوں گے۔ نمونے منظور ہونے پر سامان کی فراہمی کی تکمیل تک P.A.R.C کی تحویل میں رہیں گے۔

ٹینڈر ۳۰ نومبر ۱۹۸۳ء کو دن کے ۱۱ بجے تک وصول کئے جائیں گے اور اسی دن ½ ۱۱ بجے کھولے جائیں گے۔

| آئٹم نمبر | اشیاء کی تشریح | اندازاً تعداد |
|---|---|---|
| ۱ | دھان، چاول اور گیہوں کے لئے لیبارٹری موئسچر میٹر۔ ترجیح خود کار ٹیمپریچر کریکشن "کو دی جائے گی۔ | ۶ |
| ۲ | دھان، چاول اور گیہوں کے لئے پورٹیبل موئسچر میٹر۔ ترجیح "خود کار ٹیمپریچر کریکشن کو دی جائے گی۔ | ۳۰ |
| ۳ | ٹرپل بیم بیلنس ۲.۵ کلوگرام کی گنجائش۔ SENSITIVITY - ۰.۱ G. | |
| ۴ | SIEVE SET - چار SIEVES مع ریسیور پین (PAN) اور لڈ (LID) دھان چاول اور گیہوں کے ساتھ استعمال کے لئے مناسب سکرین سائز | ۱۸ |
| ۵ | ہائگرو تھرموگراف ہفت روزہ ریکارڈنگ ٹائپ مکمل سپیئر پارٹس وغیرہ کے ساتھ | ۳۰ |
| ۶ | PYSCHRO METER C TYPE - POCKETSLING - مکمل تھرمومیٹرز اور وکس WICKS سپیئر کے ساتھ | ۳۰ |
| ۷ | سیمپل ڈوائیڈر (BOERNER TYPE) | |
| ۸ | سیمپل ڈوائیڈر ریکس یا رفیل (RIFFLE) ٹائپ SLIT CM ۱.۲۵ | ۶ |
| ۹ | سیمپل اسپیئر (SPEAR) لمبائی اندازاً ۴۰-۳۰ CM TAPERED لمبائی کی طرف حجم اندازاً ۲.۵ سنٹی میٹر | ۶ |
| ۱۰ | تمباکو ٹمنا ڈکرین سیمپلر لمبائی اندازاً ۱۶۰ سنٹی میٹر | ۳۰ |
| ۱۱ | توسیع ہونے والے بلک / بن BULK / BIN سیمپلر مع سیمپل کپ اور توسیعی راڈس (RODS) | ۶ |
| ۱۲ | سلائیڈ پروجیکٹر | ۲ |
| ۱۳ | بائنوکیولر مائکروسکوپ ۴۰x تک ویریبل میگنیفیکیشن (VARIABLE MAGNIFICATION) | ۶ |

ڈائریکٹر ریسرچ (پلانٹ پروٹیکشن)

**پاکستان ایگریکلچر ریسرچ کونسل ۱۳-ایل-المرکز ایف سیون**

**پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۰۳۱ - اسلام آباد - پاکستان۔**

ORIENT ISLAMAB.

PID(I).
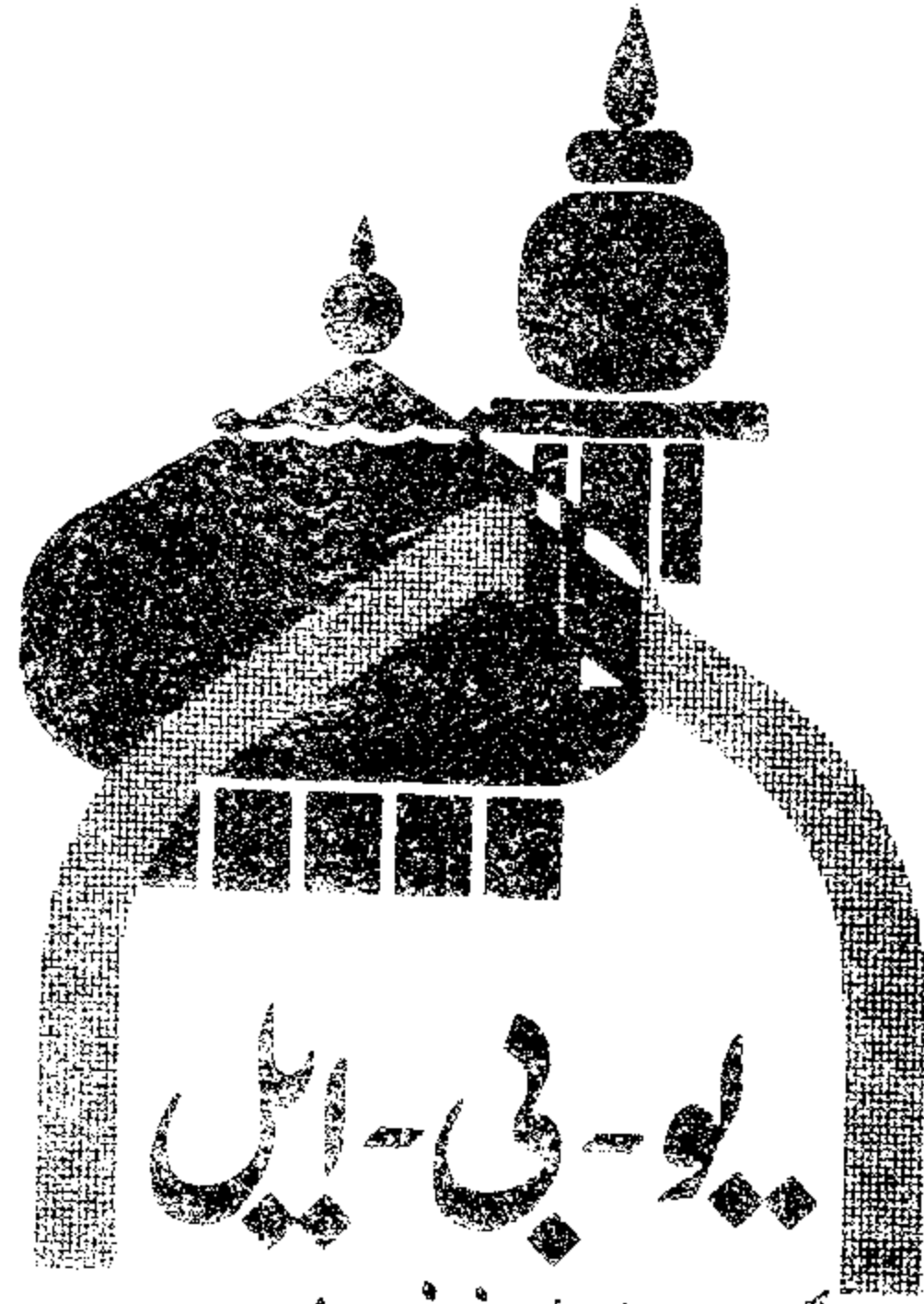
کی ۱۷۰۰ شاخوں میں سے

کسی میں بھی **نفع نقصان شراکتی کھاتہ** کھولیئے

## اپنی رقم ایسی جگہ لگائیے جہاں اسلامی نظام کے تقاضے پورے ہوں

- نفع نقصان میں شراکت کا سیونگز اکاؤنٹ صرف ایک سو روپے اور میعادی ڈپازٹ کھاتہ کم از کم ایک ہزار روپے سے کھولا جا سکتا ہے۔
- موجودہ سیونگز اور میعادی کھاتے بھی نفع نقصان میں شراکت کے کھاتوں میں تبدیل کئے جا سکتے ہیں۔
- نفع نقصان میں میعادی شراکت کا حساب سال میں دو دفعہ ہوتا ہے۔
- ۱۵۰۰۰ روپے تک سالانہ منافع انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہے۔
- جمع شدہ رقوم ایسے محفوظ اور مشروع کاروبار میں لگائی جاتی ہیں جن میں منافع کے امکانات انتہائی روشن ہوتے ہیں۔
- میعادی ڈپازٹ پر بینک [illegible] سہولت بھی فراہم کر سکتا ہے۔

**ہمارے ہاں روپے کی اہمیت مسلّم ہے لیکن کھاتے دار مقدّم ہیں**

یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ
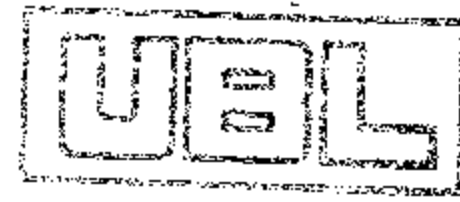
ترقی ہمارا شعار

manhattan PAKISTAN UBL-82-1

PJD-ISLAMABAD

REGD-NO.P-90
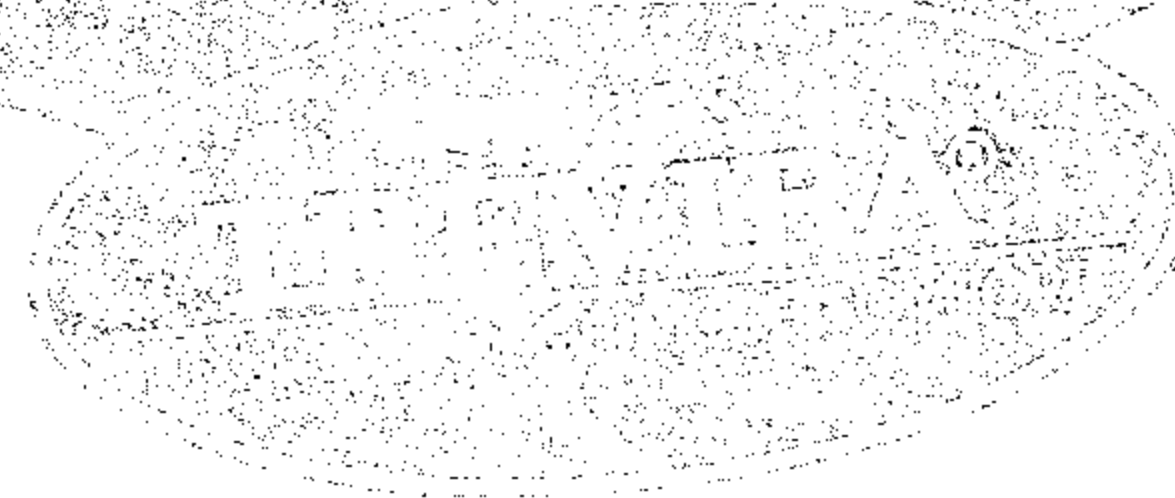
TREVIRA®
ANOTHER
ADDITION
OF STAR
AND ITS
TEXTILE MILLS LTD., KARACHI
Communications Internationa